مصنوعی اعضا اور خارجی اشیا کی صورت میں

www.KitaboSunnat.com

احکامِ غسل و وضو

تالیف

الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترتیب و تدوین

حافظ ارشاد الحق

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ۔ سیالکوٹ۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
مجلس التحقيق الاسلامي زیر اہتمام
محدث لائبریری
کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com
library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں احکام غسل و وضو

تالیف و پیشکش

الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ ، الخبر

و داعیہ متعاون ، مراکز دعوت و ارشاد

الدمام ، الخبر ، الظہران

(سعودی عرب)

ترتیب و تبییض

حافظ ارشاد الحق صاحب حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی

الزید ، متحدہ عرب امارات

نشر و توزیع

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ ، تحصیل ڈسکہ ، سیالکوٹ (پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشاعت کے دائمی حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب — مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں احکام غسل و وضوء

تالیف و پیشکش — الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

ترتیب و تدوین — حافظ ارشاد الحق

باہتمام — غلام مصطفیٰ فاروق (خطیب ڈسکہ)

طبع اول — دسمبر 2002ء

کمپوزنگ — شکیل قمر صاحب

پاکستان میں ملنے کے پتے

- مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار لاہور
- مدینہ کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ
- والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالہ
- احمد بک کارپوریشن، راولپنڈی
- مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد
- مکتبہ علمیہ، کراچی
- جامعہ شمس الہدیٰ، ڈسکہ

سٹاکسٹ

المکتبۃ السلفیہ

شیش محل روڈ لاہور فون نمبر: 7237184

ہندوستان میں ملنے کے پتے

- توحید پبلی کیشنز، ایس۔ آر۔ کے گارڈن بنگلور فون نمبر: 6650618
- چار مینار بک سنٹور چار مینار روڈ شیواجی نگر بنگلور نمبر 1

رابطہ — غلام مصطفیٰ فاروق مدیر

مکتبہ کتاب و سنت، ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- نگاہِ اولیں 5
- خارجی اشیاء کی صورت میں احکام غسل ووضوء 7
  - انگوٹھی اور چوڑیوں کا ہلانا 7
  - ناخن پالش کا حکم 9
  - عمامہ یا پگڑی پر مسح 12
  - ٹوپی کا حکم 15
  - عورتوں کے دوپٹے کا حکم 16
    - بعض خلاف معمول امور کا حکم 17
- مصنوعی اعضاء کی صورت میں غسل ووضوء کے احکام 18
  - مصنوعی دانتوں کا حکم 18
  - مصنوعی اعضاء کے وضوء کا حکم 19
- پلاسٹر پر مسح 20
  - عام فقہاء ومحدثین کا مسلک 25
  - امام ابوحنیفہ وعلامہ ابن حزم کا مسلک 27
  - پلاسٹر یا پٹی پر مسح کی شرائط 29
    - پہلی شرط 29
    - دوسری شرط 30
    - تیسری شرط 30
    - چوتھی شرط 31
  - پلاسٹر وپٹی پر مسح کے نواقض 31
    - ناقض اول 32
    - ناقض ثانی 32

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- موزوں پر مسح اور پلاسٹر پر مسح میں فرق 33
- ذا مرلگا ہونے کی صورت میں وضوء کا حکم 34
- غسل و وضوء میں مصنوعی بالوں کے جوڑوں یا وِگوں کا حکم 35
- وگ لگانے کی ممانعت 47
- عورتوں کو بال کٹوانے کی ممانعت 47
- دیگر محققین کی تحقیقی رائے 50
- سبب حرمت ولعنت 56
- وگ پر مسح کا حکم 61
- وگ کے ساتھ غسل کی صورت 61
- غسل حیض و جنابت میں فرق کی توجیہہ 65
- موزوں پر مسح 65
- جرابوں پر مسح اور احادیث رسول ﷺ 67
- آثار صحابہ ؓ 69
- آثار تابعین و اقوال ائمہ رحمہم اللہ 70
- احناف کا مسلک 71
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا رجوع 73
- لفظ جراب کی لغوی تحقیق 75
- مسح کی شرط 77
- مقام مسح 78
- کیفیت مسح 78
- توقیت مسح 80
- مسح کی مدت کا آغاز کب سے؟ 82
- نواقض مسح 87
- موالات یا تسلسل؟ 88

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگاہِ اولیں

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّا بَعْدُ:

شہادتِ توحید واقرارِ رسالت کے بعد ارکانِ اسلام میں سے اہم ترین رکن ,,نماز،، ہے جسکی ادائیگی بلکہ صحت وقبولیت کیلئے بنیادی شرط ,,طہارت،، ہے۔ اگر آدمی صحیح ومسنون غسل کے ذریعے حَدَثِ اکبر جنابت یا جماع واحتلام اور حیض ونفاس سے پاک نہ ہو، اور وضوء کرکے حَدَثِ اصغر سے بھی طہارت حاصل نہ کرلے، نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ غسل ووضوء کے مسائل واحکام کا پتہ ہو۔

جدید سائنس وٹیکنالوجی نے جہاں انسان کی خدمت کیلئے بیشمار اشیاء کو جنم دیا ہے، وہیں فقہاءِ اسلام نے ان سے متعلقہ مسائل واحکام بھی بیان کردیئے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں ہم نے مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں پیدا ہونے والے، غسل ووضوء کے فقہی مسائل واحکام بیان کئے ہیں۔

یہ رسالہ پہلے ہماری ضخیم کتاب ,,فقہ الصلوٰۃ،، کی جلد اول کے ضمن میں شائع ہوچکا ہے، اور وہ جلد چونکہ سٹاک سے ختم ہوچکی ہے لہٰذا اُس کے اِس حصہ کی الگ مستقل اشاعت کا اہتمام کررہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اُس کی توفیق شاملِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حال رہی تو یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ إن شاء الله وبيده التوفيق

زیرِ نظر ایڈیشن میں کافی ترمیم وتصحیح اور تہذیب عمل میں لائی گئی ہے، مگر پھر بھی اغلاط کا امکان رہتا ہے، لہٰذا اہل علم ونظر کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کہیں کوئی علمی یا کتابی و مطبعی غلطی پائیں تو مطلع فرمائیں۔ تاکہ انکے شکریہ کے ساتھ اگلے ایڈیشن میں اصلاح کی جاسکے۔

یہ دراصل ہماری چند ریڈیائی تقاریر ہیں جو متحدہ عرب امارات کے ریڈیو ام القیوین کی اردو سروس سے نشر ہونے والے ہمارے روزانہ کے پروگرام ,,دین ودنیا،، سے نشر کی گئی تھیں اور انہیں ہمارے ایک فاضل دوست حافظ ارشاد الحق صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی ومبعوث وزارتِ امور اسلامیہ واوقاف اور دعوت وارشاد سعودی عرب۔ مقیم الذید۔ شارجہ) نے تقاریر کے اسکرپٹس سے اس موجودہ شکل میں مرتب کر دیا۔ فجزاه الله خيراً

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس کتاب کے مؤلف ومرتب اور طباعت واشاعت میں کسی بھی طرح سے تعاون کرنے والے تمام حضرات کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبول سے نوازے اور اسے ان سب کیلئے اجر وثوابِ دارین کا باعث بنائے اور قارئین کرام کیلئے استفادے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ابو عدنان محمد منیر قمر بن نواب الدین

الخبر - سعودی عرب	ترجمان سپریم کورٹ الخبر ۳۱۹۵۲
۲۹ جمادی الأولى ۱۴۲۹ھ	وداعیہ متعاون مراکز دعوت وارشاد
۲۹ اگست ۲۰۰۰ء	الدمام۔ الخبر۔ الظهران انڈیا جیس

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں احکامِ غسل و وضوء

انگوٹھی اور چوڑیوں کا ہلانا

وضو کیلئے جب ہاتھ دھونے لگیں تو ایک چیز یہ بھی پیشِ نظر رکھیں کہ اگر کسی ہاتھ میں انگوٹھی ہو یا کسی عورت نے کنگن یا چوڑیاں پہن رکھی ہوں تو انہیں ہلا دینا چاہیئے تاکہ کہیں ان کے تنگ ہونے کی وجہ سے نیچے کی جگہ خشک نہ رہ جائے۔

اس سلسلہ میں ایک ضعیف روایت بھی ہے جو کہ ابن ماجہ و دارقطنی میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ وُضُوْءَ الصَّلٰوةِ حَرَّكَ خَاتَمَهُ فِي إِصْبَعِهِ (۱)

''نبی ﷺ جب نماز کا وضو کرنے لگتے تو اپنی انگلی میں انگوٹھی کو ہلاتے تھے''

مگر یہ روایت معمر بن عبداللہ کی وجہ سے ضعیف ہے جسے محدثین نے منکر الحدیث کہا ہے۔ اور وہ اپنے باپ محمد بن عبیداللہ سے بیان کرتے ہیں جبکہ وہ بھی سخت منکر الحدیث اور ذاہب و متروک ہیں۔

لہٰذا یہ سند ضعیف ہوئی (۲)

زاد المعاد میں علامہ ابن قیمؒ نے بھی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے (۳)

---

(۱) مشکوٰۃ بتحقیق علامہ البانی ۱/۱۳۳،۱۳۴ ضعیف الجامع الصغیر علامہ البانی حدیث (۴۳۶۶) ابن ماجہ (۴۴۹)

(۲) المرعاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری ۱/۴۸۹ تحقیق المشکوٰۃ للالبانی ۱/۱۳۴۔

(۳) زاد المعاد علامہ ابن قیم ۱/۱۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور تاریخ امام بخاری و مصنف ابن شیبہ میں موصولاً امام ابن سیرین رحمۃ اللہ سے صحیح سند کے ساتھ یہی مروی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف، باب غسل الاعقاب کے ترجمہ میں مذکور ہے:

(وَكَانَ ابْنُ سِيرِيْنَ يَغْسِلُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ إِذَا تَوَضَّأَ) (۴)

''امام ابن سیرینؒ وضو کرتے وقت اپنی انگوٹھی کی جگہ کو دھویا کرتے تھے''

تاریخ امام بخاری میں یہی اثر موصولاً بھی مروی ہے۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولاً یوں مروی ہے:

(أَنَّهُ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ حَرَّكَ خَاتَمَهُ) (۵)

''حضرت ابن سیرینؒ جب وضو کرتے تو اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتے (ہلاتے) تھے''

تاریخ امام بخاری اور مصنف ابن ابی شیبہ والی دونوں سندوں کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے صحیح حدیث قرار دیا ہے۔ (۶)

مرفوع مگر ضعیف حدیث سے قطع نظر اس اثر سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ وضو کرتے وقت انگوٹھی، کنگن، یا چوڑیوں کو پھیر کر ان کے نیچے کی جگہ کو اچھی طرح تر کر لینا چاہیئے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے نیچے کی جگہ خشک رہ جائے۔ اور اگر کوئی ناخن برابر جگہ بھی اعضائے وضو سے خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ اور اگر وضوء ہی نہ ہوا تو نماز کیا ہوگی؟ یہی وجہ ہے کہ احتیاطاً

(۴) صحیح بخاری و فتح الباری ۱/۲۶۷ یہ صحیح اثر امام ابن سیرین رحمۃ اللہ کے بارے میں تاریخ امام بخاری میں موصولاً مہدی بن میمون کے حوالہ سے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی موصولاً ہی لیکن خالد کے حوالہ سے مروی ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱/۲۶۷۔

(۵) فتح الباری ۱/۲۶۷۔ (۶) حوالہ سابقہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ چیزوں کو دورانِ وضو ضرور ہلا لینا چاہیئے۔

کچھ یہی صُورت ناک کی تیلی یا کوکے یا نتھ کی بھی ہے کہ ان کو بھی حرکت دے کر ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔ اور اگر معمولی حرکت دینے سے پانی کے ان کے نیچے تک پہنچ جانے کی غالب توقع ہو تو پھر انہیں نکالنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی اس سوراخ میں تنکے سے پانی داخل کرنے کی ضرُورت ہے۔ فتاوٰی عالمگیری کی جلد اوّل کے ابتدائی صفحات (۷) میں ہی یہ بات مذکور ہے اور البحر الرائق سے منقول ہے۔ البتہ وہیں انگوٹھی کے ساتھ کان کی بالی کو حرکت دینے کا ذکر ہے۔ ناک میں ڈالی جانے والی نتھ یا تیلی وغیرہ کا نہیں۔ حالانکہ یہ چاہیئے تھا، کیونکہ ناک دھونے کی جگہ ہے نہ کہ کان۔ کان پر تو صرف مسح کافی ہے۔ (۷)

ناخن پالش کا حکم

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناخن پالش کا حکم بھی ذکر کر دیا جائے۔ کیونکہ عورتیں عموماً نیل پالش استعمال کرتی ہیں جو ان کے لئے جائز بھی ہے، کہ وہ استعمال کر سکتی ہیں۔ مگر اس کے لئے صرف اتنی احتیاط ضروری ہے کہ اگر اس کے لگائے ہوئے ہی کسی نماز کا وقت ہو جائے تو ریموور سے اسے اتار کر وضو کریں۔ اور نماز ادا کریں۔ اسی طرح غسل حیض و نفاس یا غسلِ جنابت واجب ہو تو بھی پہلے اسے اتار لیں اور پھر غسل کریں۔ وضو اور غسلِ واجب کے وقت یہ احتیاط کیوں ضروری ہے؟ اور اسے اتارنا کیوں لازمی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ناخن جسم کے ان حصّوں میں سے ہے۔ جسے غسل واجب

---

(۷) فتاوٰی عالمگیری ۱/۷ فرائض وضو بحوالہ جدید فقہی مسائل ص ۲۰/۱۲۱ از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، طبع حیدر آباد۔ انڈیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا وضو کرتے وقت دھونا ضروری ہے۔ اور پھر اعضائے وضو پر کسی واقعی ضرورت کے بغیر کوئی ایسی چیز لگا لینا جو پانی کو جسم تک پہنچنے سے روکے رکھے، ایسی چیز کی موجودگی میں وضو درست نہیں ہوگا۔ بلکہ وضو صرف اسی وقت ہو سکے گا جب اس چیز کو کھرچ دیا جائے۔ نیل پالش یا کوئی بھی ایسا پینٹ جو خواتین لگایا کرتی ہیں یہ واقعی ضرورت کے حکم میں نہیں آتے بلکہ محض زینت شمار ہوتے ہیں۔ اس لیئے وضو کرتے وقت ضروری ہوگا کہ ان کو کھرچ دیا جائے تا کہ ناخنوں کی تہہ تک پانی پہنچ سکے۔ اس سلسلہ میں فتاویٰ عالمگیری کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں:

(أَوْ لَزِقَ بِأَصْلِ ظُفُرِهِ طِيْنٌ يَابِسٌ أَوْ رَطْبٌ لَمْ يَجُزْ)(۸)

''اگر اصل ناخن سے خشک یا گیلی مٹی چمٹی ہوئی ہو اور اس کے اوپر سے پانی گزار دیا جائے تو یہ کافی نہ ہوگا۔ اور وضو صحیح نہ ہوگا''

برصغیر کے اہل حدیث علماء کرام میں سے ایک معروف عالم حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ سے سوال کیا گیا کہ:

کیا عورت ناخن پر ناخن پالش لگا کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ناخن پالش لگا کر وضو کرے تو وضو نہیں ہوتا؟ اس سوال کا جواب موصوف نے اپنے ہفت روزہ اخبار (تنظیم اہلِ حدیث) جلد ۱۷ شمارہ ۳۳ میں شائع کیا، جو کہ لفظ بلفظ یہ ہے:

ناخن پالش مہندی کی قسم سے ہے۔ مہندی کا رنگ بھی دو تین دفعہ لگانے سے گاڑھا اور موٹا ہو جاتا ہے جو بالاتفاق جائز ہے۔ ایسا ہی ناخن پالش کو سمجھ لیا جائے۔(۹)

---

(۸) بحوالہ جدید فقہی مسائل ص ۱۹۔

(۹) بحوالہ فتاوی علمائے اہل حدیث مولانا علی محمد سعیدی خانیوال ۱/ ۶۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا علی محمد سعیدی رحمہٗ اللہ نے اس جواب کو فتاویٰ علماءِ حدیث میں نقل کیا تو اپنی طرف سے اس پر کوئی توضیحی نوٹ نہیں لکھا۔ جیسا کہ متعدد مقامات پر انہوں نے کیا ہے۔ جس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ موصوف بھی اس جواب پر متفق ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس جواب سے اتفاق نہیں۔ کیونکہ موصوف کو علمی مقام و مرتبہ کے باوجود معصوم عن الخطا تو نہیں کہا جاسکتا۔ (۱۰)

نہ ہی ان کا دعوائے عصمت تھا۔ اس لئے امام مالک رحمہٗ اللہ کا وہ قول انتہائی اہم ہے جو وہ مسجد نبوی میں درس کے دوران کہا کرتے تھے کہ:

(كُلٌّ يُؤْخَذُ وَيُرَدُّ عَلَيْهِ إِلَّا صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ) (۱۱)

"ہر کسی کی کوئی بات مانی اور کوئی رد کی جاسکتی ہے سوائے اس قبر والے کی بات کے"

یہ کہتے ہوئے وہ نبی کریم ﷺ کی قبرِ اقدس کی طرف اشارہ کیا کرتے تھے۔ غرض نیل پالش کو مہندی پر قیاس کرنے والی رائے مستقیم نہیں۔ اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً یہ کہ مہندی کو چاہے کتنی دفعہ استعمال کریں اس کا رنگ تو گاڑھا ہوتا جائے گا۔ جسے موٹا بھی کہا جاسکتا ہے مگر اس کی کوئی جسامت نہیں ہوگی۔ یعنی ہتھیلی یا ناخن پر اس کی تہہ نہیں جمے گی۔ اور ریموور سے اسے زائل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ جبکہ نیل پالش کی باقاعدہ تہہ جم جاتی ہے۔ جسے ریموور کے ساتھ آسانی سے یا کسی بھی دوسری چیز کے ساتھ کھرچ کر زائل کیا جاسکتا ہے۔ مہندی اور پالش کے اس واضح فرق کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ پالش پانی کے عضوِ وضو یعنی ناخن تک پہنچنے میں حائل ہو جاتی ہے مگر

(۱۰) ممکن ہے کہ اس وقت نیل پالش اتنی گاڑھی نہ ہوتی ہو جس کی تہہ جم جاتی ہو جیسا کہ آج کل ہے۔ بلکہ پتلی پانی کی طرح ہوتی ہو جس کی بناء پر حافظ محمد گوندلوی رحمہٗ اللہ نے جواز کا فتویٰ دیا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آج حافظ صاحب زندہ ہوتے تو عدمِ جواز کا فتویٰ ہی دیتے۔

(۱۱) الاعتصام للشاطبی وصفۃ الصلوٰۃ للالبانی ص۴۹ طبع مکتبۃ المعارف۔ الریاض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہندی حائل نہیں ہوتی۔

لہذا پالش کو مہندی پر قیاس کرنا درست نہ ہوا۔ اور پالش اتارے بغیر وضو درست نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے لیئے نیل پالش کے استعمال کے جواز کے باوجود یہ احتیاط ضروری ہے کہ اسے بوقتِ وضو زائل کرلیا جائے۔ ورنہ وضو صحیح نہیں ہوگا۔

عمامہ یا پگڑی پر مسح

سر کے مسح کے مسائل میں سے یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ اگر کسی نے سر پر پگڑی یا عمامہ باندھ رکھا ہو تو اس وقت مسح کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس سلسلہ میں صحیح مسلم میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ)(۱۲)

"نبی اکرم ﷺ نے وضو کیا تو آپ نے اپنی پیشانی اور دستار مبارک اور موزوں پر مسح کیا"

امام شافعی نے امام عطاء سے ایک مرسل روایت بیان کی ہے جس میں امام عطاء فرماتے ہیں:

(أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَحَسَرَ الْعِمَامَةَ عَنْ رَأْسِهِ وَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ)(۱۳)

"نبی کریم ﷺ نے وضو فرمایا۔ آپ ﷺ نے اپنے عمامہ کو سرِ اقدس سے اتارا، اور اپنے سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا"

---

(۱۲) بلوغ المرام حافظ ابن حجر مع السبل ۱/۱/۵۱ طبع بیروت۔ مسلم مع النووی ۳/۲/۱۷۱،۱۷۰ طبع بیروت۔

(۱۳) فتح الباری ۱/۲۹۳ طبع دار الافتاء۔ الریاض۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی تائید سنن ابی داوٗد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے موصولاً مروی حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

(رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَتَوَضَّأُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَأَدْخَلَ یَدَیْہِ تَحْتَ الْعِمَامَۃِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِہٖ وَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَۃَ)(۱۴)

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ قطری عمامہ باندھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک عمامہ کے نیچے داخل کئے اور سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا اور پورا عمامہ نہیں اتارا''

اگرچہ اس کی سند میں ایک راوی ابو معقل غیر معروف ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ان مرسل و موصول دونوں کا مجموعی مفاد ایک دوسرے سے مل کر قوت اختیار کر جاتا ہے۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے سر کے کچھ حصے کا مسح کیا۔ جیسا کہ امام ابن المنذر نے کہا ہے۔ اور علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ:

''صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل سے اختلاف نہیں کیا تھا۔ یہ سب امور بھی سابقۃ الذکر مرسل روایت کو تقویت دیتے ہیں''(۱۵)

اس طرح معلوم ہوا کہ سر پر پگڑی ہو تو اسے پورا اُتارنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اسے تھوڑا سا اٹھا کر اس طرح مسح کرلیں کہ پیشانی اور سر کے کچھ حصہ پر مسح ہو جائے۔ اور پھر پگڑی کے اوپر سے گدی تک سر کے مسح کو مکمل کرلیں۔

(۱۴) المنتقی مع النیل ۱/۱/۱۵۷ طبع بیروت۔ سنن ابی داوٗد حدیث (۱۴۷)۔

(۱۵) فتح الباری ۱/۲۹۳، وانظر نیل الاوطار امام شوکانی ۱/۱/۱۵۸،۱۵۷ سبل السلام علامہ صنعانی ۱/۱/۵۱ طبع بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علّامہ ابنِ قیمؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں:

"نبی اکرم ﷺ کے سر کے مسح کی تین صورتیں تھیں کہ کبھی تو آپ ﷺ پورے سر کا مسح فرماتے تھے، اور کبھی دستارِ مبارک کے اوپر سے مسح کر لیتے تھے۔ اور کبھی پیشانی کے بالوں اور دستار دونوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ اور علامہ موصوف کی تحقیق یہ ہے کہ کسی صحیح حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ آپ ﷺ نے سر کے صرف کچھ حصے پر مسح کیا ہو۔ بلکہ اگر سر کے کچھ حصے پر مسح کرتے تو بقیہ عمامہ پر پورا کر لیتے تھے۔ جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیثِ مسلم میں ہے اور امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ انہوں نے یہ حدیث ساٹھ (۶۰) رواۃ سے بیان کی ہے"

امیر صنعانیؒ کے بقول سر کے کچھ حصہ کو شامل کیئے بغیر صرف پگڑی کے اُوپر کفایت کرنے کو جمہور اہلِ علم درست قرار نہیں دیتے۔ (۱۶)

علّامہ ابن قیمؒ کی تحقیق اپنی جگہ لیکن صحیح بخاری و ابنِ ماجہ اور مسند احمد میں حضرت عَمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

(رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰى عِمَامَتِهٖ وَخُفَّيْهِ)(۱۷)

"میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنے عمامہ (دستارِ مبارک) اور موزوں پر مسح کرتے تھے"

ایسے ہی بخاری و مسلم اور بعض دیگر کتب میں بھی بعض احادیث موجود ہیں اور اکثر اہلِ علم کا عمل بھی یہی رہا ہے اور وہ صرف پگڑی پر ہی مسح کر لینے پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے۔ (۱۸)

---

(۱۶) زاد المعاد و تحقیقہ ۱/۱۹۴ طبع قطر، سبل السلام ۱/۱/۱۵۱-۵۲۔

(۱۷) بخاری مع الفتح ۱/۳۰۸-۳۰۹، فقہ السنہ سید سابق ۱/۴۳، سنن ابن ماجہ (۵۶۲)۔

(۱۸) فقہ السنہ ۱/۴۳ طبع بیروت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف سر کے مسح پر کفایت کرنا بھی جائز ہے۔

امام اوزاعی ایک روایت میں ثوری، احمد، ابوثور، طبری، ابن خزیمہ اور ابن المنذر کا یہی مسلک ہے۔ اور ابن المنذر کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ ثابت ہے اور صحیح حدیث میں یہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

(اِنْ يُّطِعِ النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوْا)(١٩)

''اگر لوگ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کریں گے تو رشد و ہدایت پا جائیں گے''

صحیح بخاری مذکورہ حدیث میں عمامہ کے لفظ کو شاذ قرار دینے اور کئی دیگر تعلیلیں ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے انہیں لایعنی قرار دیا ہے اور لفظ عمامہ کو ثقہ راوی کا اضافہ اور قابلِ قبول کہا ہے۔ اور صرف عمامہ پر مسح پر اکتفاء کرنے کو جائز کہنے کی رائے کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا ہے۔

البتہ اس میں شرط یہ ہے کہ عمامہ اتارنے میں مشقت ہو تو اس پر کفایت کی جا سکتی ہے۔(٢٠)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ علّامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تحقیق ایک مسلک کی تائید ہے۔ اور جمہور کا مسلک بھی وہی ہے البتہ حافظ عسقلانیؒ اور کثیر علماء نے صرف عمامہ پر کفایت کو بھی جائز قرار دیا ہے اور مذکورہ حدیث بخاری ان کی مؤید ہے۔

ٹوپی کا حکم

یہ تو عمامہ اور دستار و پگڑی کے بارے میں ہے کہ جس کا دورانِ وضو مکمل طور پر اتارنا حرج کا باعث ہو سکتا ہے۔ اب رہا معاملہ ٹوپی کا، جیسے قراقلی اور رام پوری

(١٩) فتح الباری ١/ ٣٠٩۔ (٢٠) فتح الباری ١/ ٣٠٨، ٣٠٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ٹوپیاں یا جناح کیپ وغیرہ ہیں، ظاہر ہے کہ انہیں اتارنا مشکل نہیں ہوتا۔ لہٰذا انہیں اتار کر پورے سر کا ہی مسح کرنا چاہیئے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ٹوپی پر مسح جائز ہی نہیں ہے۔

امام ابن المنذر کا کہنا ہے کہ ٹوپی پر مسح کرنے کا کوئی قول نہیں سوائے اس کے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پر مسح کیا۔

سنن اثرم کے حوالہ سے امام ابنِ قدامہ نے المغنی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی چاہے تو سر ننگا کر کے مسح کر لے اور اگر چاہے تو پگڑی یا ٹوپی پر مسح کر لے۔ (۲۱)

غرض نبی کریم ﷺ سے تو ٹوپی پر مسح کے بارے میں کوئی قولی یا عملی حدیث ثابت نہیں البتہ مطلقاً ٹوپی کا استعمال ثابت ہے۔ جیسے ستر ہ کے باب میں مذکور ایک متکلم فیہ حدیث کے الفاظ "رُبَّمَا نَزَعَ قَلَنْسُوَتَهُ" سے پتہ چلتا ہے۔ اور حضرت انس و عمر رضی اللہ عنہما کے قول و عمل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص پگڑی کی طرح ہی ٹوپی کو بھی اٹھا کر سر کے کچھ حصہ پر مسح کر کے بقیہ ٹوپی پر کر لے تو مسح ہو جائے گا۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ (۲۲)

عورتوں کے دوپٹے کا حکم

خواتین کی چادر ہو یا دوپٹہ وہ انہوں نے سر پر باندھا ہوا تو ہوتا نہیں لہٰذا اس کا اتارنا آسان ہوتا ہے۔ انہیں اسے اُتار کر سر پر ہی مسح کرنا چاہیۓ۔ البتہ بعض خواتین کا جو یہ خیال ہے کہ وضوء کرتے وقت سر کے بال ننگے نہیں ہونے چاہئیں۔

---

(۲۱) المغنی ۱/۳۰۴، ۳۰۵۔

(۲۲) المحلی لابن حزم ۱/۲/۵۸۔ المغنی ۱/۳۰۴، ۳۰۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کا یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ سر کے بالوں کے ننگے ہوتے ہوئے وضو کرنا تو کجا غسل سے قبل سارے جسم کے ننگے ہوتے ہوئے کیا ہوا وضو بھی صحیح ہوتا ہے۔ اور دورانِ غسل اگر کوئی دوسرا ناقضِ وضو سرزد نہ ہو تو اسی وضو سے نماز ادا کی جاسکتی ہے۔ از سرِ نو وضو کرنا ضروری نہیں ہوتا۔

جیسا کہ سنن اربعہ اور مستدرک حاکم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ)(۲۳)

''نبی اکرم ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے''

گھر کے اندر یا صرف عورتوں کی موجودگی میں بالوں کا ننگا کر لینا جائز ہے۔ اور غیر محرم مردوں کی موجودگی میں سر ننگا کر لینا منع ہے، تو ان کی موجودگی میں ظاہر ہے کہ وضو کا انداز بھی پردے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہی کوئی اختیار کرنا ہوگا۔ لہٰذا دونوں صورتوں کا فرق واضح ہے۔

بعض خلافِ معمول امور کا حکم

وضو سے ہی تعلق رکھنے والے بعض دیگر امور کا تذکرہ بھی یہاں کر دیں جو عام حالات سے تو تعلق نہیں رکھتے۔ البتہ بعض حالات میں ان کی ضرورت پیش آجاتی ہے مثلاً:

(۱) کسی کے دانت مصنوعی ہوں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) کسی کے بعض دیگر اعضاء میں سے کوئی عضو مصنوعی ہو تو اس وقت اس کے وضو

---

(۲۳) صححہ الترمذی والحاکم ووافقہ الذہبی والالبانی کمافی تحقیق المشکاۃ ۱/۱۳۹۔ وصحیح الجامع (۴۸۴۳) صحیح النسائی حدیث (۲۴۶)، صحیح ابی داؤد حدیث (۲۲۵)، صحیح الترمذی (۹۳)، ابن ماجہ (۵۷۹)، الحاکم فی المستدرک ۱/۱۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کیا صورت ہوگی؟

(۳) ہاتھ پاؤں وغیرہ پر بوجہ مجبوری پلاسٹر لگایا گیا ہو تو وضو کیسے ہوگا؟

(۴) اعضائے وضوء میں سے کسی پر ڈامر لگا ہو تو وضوء کی کیفیت کیا ہوگی؟

(۵) اگر کسی مرد یا عورت نے وِگ لگا رکھی ہو تو سر کے مسح کا طریقہ کیا ہوگا؟

(۶) موسمِ سرما میں سردی سے بچنے کے لیے یا ویسے ہی کسی نے چمڑے کے موزے، ایسے ہی اون، فوم، کاٹن یا نائیلون کی جرابیں پہن رکھی ہوں تو وہ کیسی ہونی چاہئیں۔ اور ان کی موجودگی میں مسح کے احکام و مسائل کیا ہیں؟

مصنوعی اعضاء کی صورت میں غُسل اور وضو کے احکام

مصنوعی دانتوں کا حکم

آیئے پہلے دیکھیں کہ اگر کسی کے اصلی دانت کسی بیماری کی وجہ سے یا اپنی طبعی مدت کو پہنچنے کی وجہ سے نہ رہے ہوں اور مصنوعی دانت لگوار کھے ہوں تو اس صورت میں غسل و وضو کے کیا احکام و مسائل ہیں۔

اس سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ مصنوعی دانت دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو مستقل طور پر لگادیئے جاتے ہیں۔ اور انہیں آسانی سے نکالا نہیں جا سکتا۔ اور دوسرے وہ جو بنائے ہی اس طرح جاتے ہیں کہ حسب ضرورت ان کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اور جب چاہیں انہیں نکال کر رکھ لیا جاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت میں تو یہ مصنوعی دانت بھی اصل کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کا حکم بھی اصلی دانتوں کا ہی ہوگا۔ وضو میں ان دانتوں تک پانی پہنچانا مسنون اور غسل میں فرض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا۔ ایسے دانتوں کو نکال کر ان کی نچلی جگہ تک پانی پہنچانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کا واضح قرینہ یہ ہے کہ فقہاء نے اس طرح کے دانت لگانے یا دانتوں کو سونے یا چاندی کی تاروں کے ساتھ کسنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ فقہ حنفی کی کتاب درّ مختار کے حاشیہ و شرح ردّ المحتار (۵/ ۳۱۸) میں بھی یہ بات مذکور ہے۔

اب ظاہر ہے کہ مصنوعی دانتوں کو سونے یا چاندی کے تاروں سے کسنے کی اجازت کا مطلب یہی ہوگا کہ ان کے اندرونی حصّوں میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ ورنہ یہ اجازت بڑی پریشان کن بھی ہوگی اور لایعنی بھی۔ یہ تو ان مصنوعی دانتوں کے بارے میں ہے۔ جو تاروں کے ساتھ کسے ہوئے ہوں۔ یا پوری بتیسی ہو۔ اور اسے اتارا نہ جاتا ہو۔ سوائے کبھی کبھار کے، جب کہ دوسری صورت ان دانتوں کی ہے جو حسبِ ضرورت لگائے اور اتارے جاتے ہیں۔ اور انہیں اتارنا اور لگانا آسان بھی ہوتا ہے۔

بلکہ بعض اپنی زبان کے دباؤ سے انہیں ہلاتے بھی رہتے ہیں۔ ایسے دانتوں کی حیثیت ایک زائد چیز کی ہوگی۔ یعنی ایسے مصنوعی دانت کی شکل میں غسل اسی وقت درست ہوگا۔ جب اس کے نیچے کی جگہ تک پانی پہنچ جائے یہ کوئی مشکل بھی نہیں ہوتا کہ زبان کے معمولی دباؤ سے انہیں ڈھیلا کر لینے سے اصل جسم تک پانی پہنچ جائے گا۔ اور ایسا ہی وضو کرتے وقت بھی کر لیں۔ (۲۴)

مصنوعی اعضاء کے وضو کا حکم

سابق میں ذکر کردہ چھ مسائل میں سے دوسرا یہ ذکر کیا تھا کہ اگر کسی کے دیگر اعضاء میں سے کوئی عضو مصنوعی ہو تو اس سلسلہ میں بھی احکام وضو اور طریقہ وہی

(۲۴) جدید فقہی مسائل ص ۱۹، ۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوگا جو معمولی دانتوں کے سلسلہ میں ذکر ہوا ہے۔ یعنی اگر عضو کی بناوٹ اس نوعیت کی ہو کہ جراحی یا آپریشن کے بغیر اسے الگ کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی حیثیت اصل عضو کی سی ہوگی اگر وہ عضو اعضائے وضو میں سے ہو تو اسے دھونا واجب ہوگا۔

اور غسل میں بھی اس پر پانی پہنچانا واجب ہوگا اور اگر اس کی ساخت و بناوٹ اور وضع و نوعیت ایسی ہو کہ وہ آسانی سے علیحدہ کیا جا سکتا ہو تو غسل کے وقت، اسی طرح اگر وہ اعضائے وضو میں سے ہو تو وضو کرتے وقت اس عضو کو الگ کرکے یا ڈھیلا کرکے جسم کے اصل حصے پر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔ اور جو اعضاء آسانی سے الگ ہو سکتے ہیں۔ انہیں تو الگ کرنے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی بلکہ خود بخود ان کے نیچے پانی گھس جاتا ہے۔

البتہ بوقت غسل و وضو معمولی توجہ سے بطور خاص اس کے نیچے پانی پہنچا لینا ہوگا۔ اور یہ کوئی دقت طلب امر بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ یہی سمجھیں گے کہ جس طرح انگوٹھی، کنگن یا چوڑیوں کے ذرا تنگ ہونے کی شکل میں ہے، وہی معاملہ یہاں بھی ہوگا۔ اور جیسے انہیں معمولی حرکت دے لینے سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ وہی معاملہ یہاں بھی ہوگا۔ اور جیسے انہیں معمولی حرکت دے لینے سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے، ویسے یہاں بھی ہو جائے گا۔ (۲۵)

پلاسٹر پر مسح

اگر بالفرض کسی مجبوری کی وجہ سے کسی کے ہاتھ یا پاؤں وغیرہ پر پلاسٹر لگا ہوا ہو، تو غسل یا وضو کے لیے اس صورت میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا؟ اس سلسلہ میں بھی شریعت اسلامیہ کے مصادر میں ہدایات موجود ہیں کہ اس پلاسٹر پر صرف

(۲۵) جدید فقہی مسائل ص ۳۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسح کر لیا جائے۔ یعنی اس کے اُوپر صرف گیلا ہاتھ پھیر دیا جائے۔ اُسے دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کی حیثیت جبیرہ یعنی پٹی پر مسح کی ہوگی۔ جو کہ فقہ اسلامی کا معروف مسئلہ ہے۔ اور جبیرہ یا جبارۃ کی تعریف میں امام ابنِ قدامہ المغنی (۱/ ۲۷۷) میں اور صاحب مغنی المحتاج (۱/ ۹۴) میں لکھتے ہیں:

,,کسی لکڑی وغیرہ کی وہ پٹی جو برابر تراش کر کسی جوڑ کے اُتر جانے پر یا کسی ہڈی کے ٹوٹ جانے پر اُسے صحیح و سیدھا رکھنے کے لیے اس جوڑ یا ہڈی پر باندھ دی جاتی ہے،،

ڈاکٹر علاّمہ وہبہ زحیلی نے الفقہ الاسلامی وادلتہ میں لکھا ہے:

,,کسی ہڈی کے ٹوٹ جانے پر اُسے جوڑ کر جو چپس لگا دی جاتی ہے (جسے پلاسٹر کہا جاتا ہے) وہ بھی جبیرہ کے معنوں میں داخل ہے۔ اور سر پر چوٹ آ کر زخم ہو جائے یا کسی جگہ فصد لگوائی ہو یا کوئی پھنسی پھوڑا یا کسی آپریشن کے بعد پٹی باندھی گئی ہو تو یہ ساری پٹیاں بھی جبیرہ کے حکم میں داخل ہیں،، (۲۶)

مسح الجبیرہ کو عقلاً اور شرعاً ہر دو اعتبار سے مشروع کہا گیا ہے۔ عقلاً اس طرح کہ ضرورت اس مسح کی متقاضی ہے۔ اور پلاسٹر یا پٹی کو اتارنا حرج و ضرر کا باعث ہے۔ بلکہ فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ کے مؤلف علاّمہ مرغینانی کے بقول موزے اتارنے سے پٹی اتارنے کا حرج کئی گنا زیادہ ہے۔ لہٰذا جب موزوں پر مسح جائز ہے تو پلاسٹر یا پٹی پر بالاولیٰ جائز ہوگا۔ (۲۷)

شرعاً بھی اس مسح کے جواز پر متعدد احادیث سے استدلال کیا گیا ہے لیکن ان احادیث میں سے کوئی ایک بھی مرفوع حدیث نہیں بلکہ سب ضعیف و متکلّم فیہ

(۲۶) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وہبہ زحیلی ۱/ ۳۴۶ طبع بیروت۔

(۲۷) ہدایہ مع فتح القدیر ۱/ ۱۰۹ بحوالہ سابقہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ان کے ضعف وکمزوری کو واضح کرنے کے لیے محدثین کرام کی تصریحات کو اگر بالتفصیل ذکر کیا جائے تو بات طویل ہو جاتی ہے۔لہذا ہم ان کا خلاصہ ذکر کر دیتے ہیں:

(۱)جن احادیث سے مسح علی الجبیرہ کی مشروعیت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ان میں سے پہلی حدیث ابن ماجہ، دار قطنی اور بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔جس میں وہ فرماتے ہیں:

(اِنْكَسَرَتْ اِحْدٰى زَنْدَيَّ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ)

"میرا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا (کہ میں کیا کروں)؟"

اس روایت میں وہ فرماتے ہیں:

(فَأَمَرَنِي أَنْ أَمْسَحَ عَلَى الْجَبَائِرِ)(۲۸)

"مجھے نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں پٹیوں پر مسح کرلیا کروں"

اس روایت کے بارے میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی بلوغ المرام میں فرماتے ہیں کہ اسے ابنِ ماجہ نے سخت ناکارہ سی سند سے روایت کیا ہے۔جب کہ سُبل السلام میں امیر صنعانی فرماتے ہیں:

"امام احمد اور یحییٰ بن معین نے اس حدیث کا انکار کیا ہے(یعنی اسے صحیح نہیں مانا)اور اس حدیث کو دار قطنی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ان کی سند ابن ماجہ والی سند سے بھی ناکارہ ہے۔"

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حفاظِ حدیث اس روایت کے ضعف پر متفق ہیں۔اور نصب الرایۃ میں علامہ

(۲۸) ابن ماجہ (۶۵۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیلعیؒ نے بھی اس حدیث کے ضعف کو نقل کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے تو العلل میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے،، (۲۹)

(۲) دوسری حدیث ابو داؤد، ابنِ ماجہ اور دار قطنی میں ہے۔ جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

،،ہم ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ ہم میں سے ایک شخص کے سر میں پتھر لگا۔ اور اس کا سر پھٹ گیا۔ وہ پھر بدخوابی (احتلام) کا شکار ہوا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے اسے غسل کرنے کا مشورہ دیا اس نے غسل کیا (مگر سر کے زخم میں پانی پڑنے کے نتیجہ میں) اس کی موت واقع ہوگئی،،

جب اس واقعہ کی خبر نبی ﷺ کو پہنچی تو (اس روایت میں کہا گیا ہے کہ) آپ ﷺ نے فرمایا:

(قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ)(۳۰)

”اللہ انہیں غارت کرے انہوں نے اسے قتل کردیا“

جب انہیں اصلی حکم معلوم نہیں تھا تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا۔ کیونکہ ایسے بیمار کی شفاء سوال ہے اُسے یہی کافی تھا کہ وہ تیمم کر لیتا۔ اور زخم پر پٹی وغیرہ باندھ کر اس پر مسح کر لیتا۔ اور باقی سارے جسم کا غسل کر لیتا۔ اسے بلوغ المرام میں حافظ ابنِ حجر نے ضعیف السند کہا ہے۔ اور سُبل السلام میں امیر صنعانی نے لکھا ہے:

،،یہ حدیث اور حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث دونوں مل کر المسح علی الجبیرۃ کے وجوب کا پتہ دیتی ہیں۔ لیکن وجوب میں علماء کا اختلاف ہے،،۔ (۳۱)

---

(۲۹) بلوغ المرام و سُبل السلام ۱/۱/۹۹۔ الفقہ الاسلامی للزحیلی ۱/۳۴۶، تمام المنۃ للالبانی ص ۳۴، وتلخیص الحبیر حافظ ابن حجر ۱/۱/۱۳۶، ۱۴۷، صحیح ابی داؤد للالبانی حدیث (۳۲۵) ابن ماجہ (۵۷۲)۔

(۳۰) صحیح ابی داؤد حدیث (۳۲۵) ابن ماجہ (۵۷۲)۔ (۳۱) بلوغ المرام و سبل السلام ۱/۱/۹۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں کی بنا پر مسح کرے۔ اور ان میں اگرچہ ضعف ہے۔ لیکن باہم مل کر کچھ حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔ اس لیے بھی کہ اب اس عضو کو دھونا ناممکن ہوگیا ہے تو سر کے بالوں پر مسح کی طرح ہی پٹی پر مسح ہوگا۔ اور موزوں پر مسح کرنے پر بھی قیاس کیا گیا ہے۔ اور امیر صنعانی نے اس قیاس کو قوی قرار دیا ہے۔

امام بیہقی نے بھی اس دوسری حدیثِ جابر کو ضعیف کہا ہے۔ لیکن ابن خزیمہ، ابن حبان اور مستدرک حاکم میں اس حدیث کی شاہد ایک دوسری حسن درجہ کی اور بعض کے نزدیک صحیح حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اس کے ساتھ مل کر یہ حدیثِ جابر حسن درجہ کی ہو جاتی ہے۔ مگر صرف تیمم کے ذکر تک۔ کیونکہ حدیث ابن عباسؓ میں آگے پٹی باندھنے، اس پر مسح کرنے اور باقی سارے جسم کا غسل کرنے کے الفاظ نہیں ہیں۔ لہذا بعض کبار محدثینؒ نے کہا ہے:

"یہ آخری حصہ ضعیف و منکر ہے۔ کیونکہ یہ صرف ضعیف سند سے وارده الفاظ ہیں" (۳۲)

(۳) تیسری حدیث معجم طبرانی کبیر میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

(أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا رَمَاهُ ابْنُ قُمَيْئَةَ يَوْمَ أُحُدٍ رَأَيْتُهُ إِذَا تَوَضَّأَ حَلَّ إِصَابَتَهُ وَمَسَحَ عَلَيْهَا بِالْوُضُوءِ)(۳۳)

"غزوہ احد کے دن ابن قمیئہ نے نبی ﷺ کو تیر مارا تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ اس کے زخم کی پٹی پر وضو کے وقت مسح کرتے تھے"

(۳۲) تلخیص الحبیر ۱/۱/۱۴۷، ۱۴۸، وتمام المنہ ص ۱۳۱، ومشکاۃ ۱/۱۶۶ محقق۔

(۳۳) نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ علامہ زیلعی ۱/۱۸۶ طبع المجلس العلمی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمۂ اللہ نے تلخیص الحبیر میں اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ اور اہم بات یہ ہے کہ ان کے بقول حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شامل وموجود ہی نہیں تھے۔ اور اس روایت کو امام زیلعی نے نصب الرایہ میں بھی نقل کیا ہے۔ (۳۴)

(۴) اور اس موضوع کی چوتھی روایت دارقطنی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا مروی ہے۔ جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

(أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْجَبَائِرِ)

"نبی ﷺ جبیروں یا پٹیوں پر مسح کیا کرتے تھے"

اس روایت کو بیان کرکے خود امام دارقطنی نے ہی لکھا ہے:

"یہ مرفوعا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی ابوعمارہ سخت ضعیف ہے" (۳۵)

عام فقہاء ومحدّثین کا مسلک

سابقہ سطور میں ہم پلاسٹر وغیرہ پر مسح کے مشروعیت کے دلائل پر مشتمل احادیث ذکر کررہے تھے۔ اور کبار محدثین کرام کے اقوال کا خلاصہ بھی نقل کیا جاچکا ہے کہ وہ احادیث ضعیف ہیں اور ایسی احادیث جن میں سے ہر حدیث کی سند ضعیف ہو، اور اس کا کوئی شاہد بھی نہ ہو ایسی روایات تو چاہے کتنی ہوں، ان کا مجموعہ قوی نہیں ہو پاتا۔ یہی وجہ ہے کہ امام بیہقی نے اپنی سُنن کبریٰ میں ان میں سے بعض روایات کو نقل کرنے کے باوجود لکھا ہے:

(وَلَا يَثْبُتُ فِي هٰذَا شَيْءٌ)

"اس موضوع کی کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں ہے"

(۳۴) کذا فی تمام المنہ ص ۱۳۴، تلخیص الحبیر ۱/۱/۱۴۶، ۱۴۷۔

(۳۵) تمام المنہ ص ۱۳۴ و تلخیص الحبیر ۱/۱۴۶، نصب الرایہ للزیلعی ۱/۱۸۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو روایات ہیں۔ ان میں سے سب سے صحیح تر وہ ہے جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے مگر وہ بھی قوی نہیں۔ اس موضوع میں صرف فقہاءِ تابعین اور ان کے بعد والے ائمہ وفقہاء کے اقوال ہی ہیں۔ یا پھر ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً صحیح سند سے مروی ہے کہ انہوں نے پٹی پر مسح کیا ہے۔ (۳۶)

تو گویا امام بیہقی جیسے محدثِ کبیر کے نزدیک اس موضوع کی مرفوع حدیث تو کوئی بھی صحیح نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کیا۔ یا ایسا کرنے کا حکم فرمایا۔ البتہ آثارِ صحابہ و تابعین اور خصوصاً اثرِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما پر ہی اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

امیر صنعانی نے بھی سبل السلام میں مسح علی الجبیرہ کی مشروعیت کو قبول کیا ہے۔ (۳۷)

اسی بناء پر شافعیہ و مالکیہ وحنابلہ وجوبِ مسح کے قائل ہیں۔ (۳۸)

امام شوکانیؒ نے بھی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے طرق باہم مل جانے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ والی حدیث کی وجہ سے ان کے مجموعے کو قابلِ استدلال قرار دیا ہے۔ اور سید سابق بھی مشروعیت و وجوب کے ہی قائل ہیں۔ (۳۹)

جبکہ نیل الاوطار میں لکھا ہے:

,,امام ابو حنیفہ و شافعی، فقہائے سبعہ اور بعد والے کثیر فقہا، رحمہم اللہ مسح کے وجوب کے قائل ہیں۔ لیکن امام شافعیؒ نے یہ شرط رکھی ہے کہ وہ پٹی طہارت کی حالت میں لگائی گئی ہو۔ اور اس کے نیچے جسم صحیح سالم نہ ہو سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ کار ہی نہ ہو،،

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ کسی ایسے عضو پر، جس پر پلاسٹر لگا ہو، اس پر نہ تو مسح کیا جائے گا۔ اور نہ ہی اسے کھولا جائے گا بلکہ اسے ویسے ہی

(۳۶) تمام المنۃ ص ۱۳۴۔۱۳۵۔
(۳۷) سبل السلام ۱/۱/۹۹
(۳۸) الفقہ الاسلامی للزحیلی ۱/ ۳۴۷۔
(۳۹) فقہ السنۃ ۱/۸۱۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھوڑ دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ جبیرہ یا پلاسٹر ایک الگ عضو کی شکل میں ہے اور آیتِ وضو میں اس کے دھونے یا مسح کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اس معاملہ میں حضرت جابر و علی رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل استدلال ہیں۔ (۴۰)

امام ابوحنیفہؒ و علامہ ابن حزمؒ کا مسلک

فقہ حنفی کی معتبر اور معروف کتاب بدائع الصنائع (۱/۱۳ و مابعد) میں امام صاحب رحمۃ اللہ کا مسلک یہ مذکور ہے کہ جبیرہ پر مسح صرف مستحب ہے واجب نہیں۔ جب کہ صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک واجب ہے۔ اور امام صاحب سے البدائع میں منقول ہے:

,,فرضیت کسی قطعی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتی جب کہ مسح کے بارے میں جو حدیثِ علی ہے وہ (اخبارِ آحاد میں سے ہے اور) ضعیف ہے لہٰذا اس سے فرضیت ثابت نہیں ہو سکتی،، (۴۱)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کی یہ رائے اگرچہ کتب فقہ حنفیہ کی رو سے مفتی بہ نہیں بلکہ فتویٰ ان کے دوسرے قول اور صاحبین کے قول کے مطابق وجوب کا ہی ہے، لیکن موصوف کی رائے سے علامہ ابنِ حزم رحمۃ اللہ کا اتفاق ہے۔ بلکہ انہوں نے تو المحلّی میں دوٹوک فیصلہ دیا ہے کہ جبیرہ پر مسح کرنا مشروع نہیں ہے۔ اور ان کے نزدیک اس کی دلیل ایک تو سورہ بقرہ کی آخری آیت ۲۸۶ میں مذکور یہ ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (۴۲)

''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا''

دوسری دلیل بخاری و مسلم، نسائی و ابن ماجہ اور مسند احمد کا یہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

(۴۰) نیل الاوطار ۱/۱/۲۵۷، ۲۵۸۔ (۴۱) الفقہ الاسلامی للزحیلی ۱/ ۳۴۷۔

(۴۲) سورہ بقرہ آیت: ۲۸۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)(۴۳)
"جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس کی تعمیل کرو"

لہذا قرآن وسنت دونوں کی رُو سے ہر وہ عمل ساقط ہوگیا۔ جو کسی کی طاقت سے باہر ہو۔اور اس کا عوض مقرر کرنا شریعت کا کام ہے۔اور شریعت قرآن وسنت کے سوا کسی طرح سے لازم نہیں ہوتی ۔اور قرآن وسنت کسی میں بھی جبیرے یا پلاسٹر پر اس عضو کو دھونے کے عوض میں مسح کرنے کا حکم نہیں آیا۔لہذا اس مسح کی مشروعیت ساقط ہوگئی۔آگے انہوں نے امام شعبی ،امام داؤد اور ان کے اصحاب سے بھی ایسے ہی اقوال نقل کیے ہیں۔جن سے ان کے قول یعنی مسح کی عدمِ مشروعیت کی تائید ہوتی ہے۔اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی موقوف اثر، کہ انہوں نے پٹی پر مسح کیا،اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

,,وہ ان کا اپنا عمل تھا اور وہ بھی پٹی پر مسح کو واجب قرار دینے کے لیے نہیں تھا۔جب کہ ان سے توصحیح سند کے ساتھ یہ بھی ثابت ہے کہ وہ غسل و وضو کے دوران اپنی آنکھوں کے اندر پانی داخل کیا کرتے تھے،حالانکہ فرض ہونا تو کجا یہ مشروع تک بھی نہیں ہے،، (۴۴)

یعنی جب انہی کا ایک فعل مشروع تک بھی نہیں تو انہی کے ایک دوسرے فعل کو وجوب کا درجہ کیسے دیا جاسکتا ہے؟

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ پلاسٹر یا پٹی پر مسح کے بارے میں جمہور فقہاء کا مسلک تو مشروعیت اور وجوب کا ہے۔جب کہ امام شعبی ،امام داؤد اور ان

---

(۴۳) ارواء الغلیل علامہ البانی ۱۸۳، بخاری حدیث (۷۲۸۹)، مسلم مع النووی ۹/۱۰۱، صحیح النسائی للالبانی (۲۴۵۶)، ابن ماجہ (۲)۔
(۴۴) المحلی لابن حزم ۱/۲/۳/۷۶ـ۷۷، تمام المنۃ ص ۱۳۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے اصحاب علامہ ابنِ حزم، اور ایک قول میں امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اس مسح کی مشروعیت کے بھی قائل نہیں چہ جائیکہ وجوب کو تسلیم کریں۔ اور دورِ حاضر کے بعض کبار محدّثین (مثل العلامہ الألبانی في تمام المنّة) نے اسی رائے کو حق قرار دیا ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت انہی کے حلیف ہیں۔ اور جمہور کا مسلک ضعیف روایات پر مبنی ہے۔

اور ایک تیسری رائے بھی ہے جو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف ہی منسوب ہے کہ جبیرہ پر مسح واجب تو نہیں البتہ مستحب ہے کہ کرلیا جائے تو اچھا ہے اور نہ کریں تو حرج نہیں۔ موصوف کی یہ رائے اگرچہ مفتیٰ بہ نہیں لیکن ساری تفصیل کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی اقرب الی الصواب ہے۔ اور امام صاحب رحمہ اللہ کا یہ قول بھی کسی معمولی کتاب یا رسالے میں نہیں بلکہ فقہ حنفی کی ایک معتبر اور معروف کتاب ,,البدائع الصنائع،، میں علامہ کاسائی نے نقل کیا ہے۔ (۴۵)

پلاسٹر یا پٹی پر مسح کی شرائط

جبیرہ یا پلاسٹر وغیرہ پر مسح کی بعض شرطیں بھی فقہاء کرام نے ذکر کی ہیں۔

پہلی شرط

ان میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ اس پلاسٹر یا پٹی کا کھولنا ممکن ہی نہ ہو یا اسے کھول کر دھونے سے اس مرض کے بڑھ جانے یا کسی دوسرے مرض کے پیدا ہو جانے یا شفا یابی کے مؤخر ہو جانے کا خدشہ ہو۔ اور مالکیہ کا کہنا کہ ہلاکت کا خوف، مرض کے شدت اختیار کر جانے یا افاقے کے مؤخر و معطل ہونے کا خدشہ ہو تو مسح واجب ہے۔

(۴۵) المغنی لابن قدامہ ۱/۳۵۵ ومابعد الشرح الصغیر للدردیر ۱/۲۰۲ ومابعد طبع علی نفقۃ الشیخ زید حاکم الامارات۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری شرط

دوسری شرط یہ ہے کہ پلاسٹر یا پٹی سخت ضرورت کی جگہ پر ہو۔صحیح وسالم جگہ پر نہ ہو۔اور ایسی جگہ بھی اس کے نیچے موجود ہو تو اسے ننگا کر کے دھویا جائے۔

تیسری شرط

تیسری شرط یہ ہے کہ وہ پلاسٹر یا پٹی طہارت یعنی غسل یا وضو کر کے لگائی گئی ہو۔ یہ شرط صرف شافعیہ اور حنابلہ نے ہی عائد کی ہے۔

اور بظاہر یہ شرط پلاسٹر یا پٹی کی ضرورت و مجبوری سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی بلکہ ایک لایعنی شرط ہے۔کیونکہ ایک شخص کا وضو نہیں تھا اچانک کسی وجہ سے اسے کوئی حادثہ پیش آ گیا۔جس سے اس کا مثلاً ہاتھ ٹوٹ گیا یا کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ڈاکٹر نے فوری طور پر دوا وغیرہ لگائی اور حسب ضرورت پلاسٹر چڑھا دیا یا پٹی لگا دی۔اور تھوڑی ہی دیر کے بعد نماز کا وقت ہو گیا۔اس شرط کی رُو سے تو اب اس مریض کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس پلاسٹر کو کٹوا دے یا پٹی اتروا کر وضو کرے۔اور پھر وضو کی حالت میں ہی پلاسٹر یا پٹی لگوائے تا کہ وہ مسح کی رخصت پر عمل کر سکے۔اور یہ عام فہم سی بات ہے کہ یہ شرط درست نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں یہ شرط سرے سے ہے ہی نہیں۔بلکہ ان کے نزدیک پٹی پر مسح جائز ہے۔وہ طہارت کی حالت میں لگائی ہو یا بلا طہارت کی حالت میں اور یہی معقول بات ہے۔کیونکہ اعضاء کی ٹوٹ پھوٹ جس ہنگامی شکل میں واقع ہوتی ہے۔اس کے پیش نظر طہارت وعدم طہارت کا لحاظ رکھنا ایک مشکل اور باعث حرج ومشقت چیز ہے۔اور اسلام وہ دین ہے جو آسان احکام پر مشتمل ہے۔اور کسی معاملہ میں حرج کی بھی کوئی صورت نہیں رکھی گئی۔جیسا کہ سورہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حج آیت ۷۸ میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾

''اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام میں تم پر کوئی حرج نہیں رکھا''۔

یہی بات اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ آیت :٦ میں یوں بیان فرمائی ہے:

﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ﴾

''اللہ تمہیں کسی حرج ومشقت میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے''

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ(۴٦) ''دین آسان ہے''

سُنن نسائی، کتاب الایمان، اور صحیح ابن حبان میں اس ارشاد کے الفاظ یوں ہیں:

إِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ يُسْرٌ (۴۷)

''یہ دینِ اسلام آسان احکام والا دین ہے''

یہ شافعیہ وحنابلہ والی شرط نہ آسان ہے اور نہ حرج سے ہی خالی ہے۔لہذا غیر معقول ہے۔

چوتھی شرط

مسح علی الجبیرہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ پلاسٹر یا پٹی کسی ایسی چیز سے نہ ہو جو غصب کی گئی ہو یعنی چوری کی یا ظلماً چھینی ہوئی نہ ہو۔ اور پٹی کا کپڑا ریشم کا بھی نہ ہو جو کہ مردوں پر حرام ہے۔ ایسے ہی پلاسٹر یا پٹی کسی نجس چیز پر مشتمل نہ ہو، ورنہ مسح باطل ہوگا۔ اور نماز بھی نہیں ہوگی۔ یہ شرط فقہاءِ حنابلہ نے عائد کی ہے۔ اور معقول بھی ہے۔ ایسے ہی بعض دیگر شرائط بھی ذکر کی گئی ہیں جو کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں۔ (۴۸)

(۴٦) بخاری مع الفتح (۲۹) صحیح الجامع الصغیر للالبانی (۱٦۱۱)۔

(۴۷) بخاری مع الفتح ۱/۹۳-۹۴ تمام المنۃ ص ۴۳، صحیح النسائی حدیث (۵٦٦۱)۔

(۴۸) تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/ ۳۴۸ تا ۳۵۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پلاسٹر یا پٹی پر مسح کے نواقض

یہ بات پیشِ نظر رہے کہ فقہاءِ مذاہب اربعہ نے نواقض المسح علی الجبیرہ کہ پٹی یا پلاسٹر پر کیئے ہوئے مسح کی مدت کب ختم ہوگی؟ اس سلسلہ میں دو حالتیں ذکر کی ہیں:

ناقضِ اوّل

یہ ہے کہ مسح کے بعد جب تک وضو ٹوٹنے کے اسباب میں سے کسی کا وقوع نہ ہو اس وقت تک مسح کی مدت بحال رہے گی۔ اور جونہی وضو ٹوٹ گیا۔ مسح کی مدت بھی ختم ہوگئی۔ نئے وضو کے ساتھ ازسرِ نو مسح کرنا ضروری ہوگا۔ اس پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے۔

ناقضِ ثانی

یہ متفق علیہ نہیں بلکہ مختلف مذاہب کے فقہاء نے اس کی تفصیلات میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جو چیز ان سب کے یہاں مشترک ہے وہ یہ ہے کہ مسح کرنے سے لے کر جب تک پلاسٹر کو اتار نہ لیا جائے یا وہ خود بخود نہ گر جائے (اور نہ ہی وضو ٹوٹے) تو وہ مسح بحال رہے گا۔ جب کہ پلاسٹر پٹی یا جبیرہ کو جونہی کھولا گیا۔ اس مسح کی مدت ختم ہو جائے گی۔ اور وضو ٹوٹ جائے گا۔ چاہے وضو ٹوٹنے کا دوسرا کوئی بھی سبب نہ بنا ہو۔ (۴۹)

کتب فقہ میں عموماً جبیرہ، پلاسٹر یا پٹی کو اتارنے کے ساتھ ہی اس کے خود بخود گر جانے کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ جب کہ یہ پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ موجودہ دور میں لگایا گیا پلاسٹر تو جب تک ڈاکٹر سے نہ کٹوایا جائے کٹتا ہی نہیں اور تقریباً یہی معاملہ پٹی کا ہے۔ مگر کبھی ایسا ہو جائے کہ خود بخود گر جائے تو حکم موجود ہے۔

(۴۹) بدائع الصنائع ۱/۱۴، فتح القدیر شرح ہدایہ ۱/۱۱۰ طبع بیروت، اللباب شرح قدوری ۱/۴۱ طبع المکتب العربی بیروت، والفقہ الاسلامی ۱/۳۵۳-۳۵۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موزوں پر مسح اور پلاسٹر پر مسح میں فرق

جبیرہ، پلاسٹر یا پٹی پر مسح بظاہر تو موزوں پر مسح کی طرح ہی ہے۔ لیکن ان دونوں پر مسح کے مابین کچھ فرق ہے۔ جس کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً:

(۱) پہلی یہ کہ پلاسٹر یا پٹی پر مسح کی توقیت دنوں کے ساتھ نہیں ہوتی بلکہ شفاء پر منحصر ہوتی ہے۔ جب کہ موزوں پر مسح کی توقیت دنوں کے ساتھ ہے کہ مسافر تین دنوں اور تین راتوں تک موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ اور مقیم صرف ایک دن اور ایک رات تک۔ اس کے بعد اُسے موزے اتار کر پاؤں کو لازم دھونا ہوگا۔ لیکن پلاسٹر یا پٹی میں ایسا نہیں۔ جب تک زخم مندمل نہ ہو جائے اور ہڈی جڑ کر ٹھیک نہ ہو جائے اُسے اتارنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۲) ان دونوں چیزوں میں دوسرا فرق یہ ہے کہ موزوں پر مسح کے جواز میں یہ شرط ہے کہ طہارت و وضو کی حالت میں پہنے گئے ہوں۔ پلاسٹر یا پٹی میں یہ کوئی شرط نہیں۔ اور حنابلہ اور شافعیہ نے جو یہ شرط عائد کی ہے تو اہلِ علم نے اُسے غیر معقول و ناحق قرار دیا ہے۔ (۵۰)

(۳) ان میں تیسرا فرق یہ ہے کہ پلاسٹر یا پٹی حصولِ شفاء سے پہلے ہی کسی وجہ سے گر جائے تو بھی مسح کی مدت ختم نہیں ہوگی۔ بلکہ دوبارہ پٹی کر لینے کے بعد پھر اس پر مسح جائز ہے۔ لیکن موزہ اگر پاؤں سے اتار لیا جائے یا دونوں اتار دیئے جائیں۔ اور وضو بھی نہ ہو تو اب ان پر مسح کی مدت ختم ہوگئی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وضو کر کے وہ پہنیں ورنہ ان پر مسح جائز نہیں ہوگا۔

(۴) ان دونوں کے مابین چوتھا فرق یہ ہے کہ پٹی پر مسح تو اس وقت جائز ہے کہ جب

---

(۵۰) الفقہ الاسلامی وادلتہ ۱/۳۴۹، ۳۵۳ ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زخم پر مسح کرنا اور اُسے دھونا نقصان دہ ہو۔ جب کہ موزوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے کہ اگرچہ کوئی پاؤں دھونے سے عاجز نہ بھی ہو۔ تب بھی مسح جائز ہے۔ اور موسم سرما کی سردی سے بچاؤ تو کوئی بہت بڑا عذر نہیں۔ اس کے باوجود شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔

(۵) پانچواں فرق یہ ہے کہ موزوں پر مسح تو صرف پاؤں کے ساتھ خاص ہے جسم کے دوسرے حصہ پر موزہ نما چیز چڑھائی جائے یا دستانے پہن لیے جائیں۔ تب بھی ان پر مسح جائز نہیں جب کہ پلاسٹر یا پٹی سر سے پاؤں تک جسم کے کسی بھی حصہ پر ہو اس پر مسح جائز ہے۔ (۵۱)

ڈامر لگا ہونے کی صورت میں وضو کا حکم

اگر اعضائے وضو میں سے کسی پر ڈامر لگا ہو تو وضو کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ ڈامر ان چیزوں میں سے ہے جو پانی کو جسم تک پہنچنے نہیں دیتیں۔ لہٰذا ڈامر یا کولتار کا حکم بھی تقریباً نیل پالش جیسا ہی ہے کہ وضو کرتے وقت جس طرح اسے ریموور سے صاف کرنا ضروری ہے ایسے ہی ڈامر کو بھی اتارنا ضروری ہے۔ اور اس کے بعد وضو کرنا ہوگا۔ ورنہ اس کی موجودگی میں اتنی جگہ کے اصل جسم تک پانی نہیں پہنچے گا۔ اور وضو نہیں ہوگا۔ ہاں نیل پالش اور ڈامر میں اتنا فرق ہے کہ نیل پالش کی ضرورت ہرگز نہیں ہوتی وہ تو صرف زینت ہوتی ہے البتہ ایک ضرورت ہونے کی شکل میں اس سے مختلف ہے۔ لہٰذا اگر کسی عذر و ضرورت کی بناء پر ڈامر لگا ناگزیر ہو جائے اور اُسے اتارنا یا چھڑانا نقصان دہ ہو تو پھر وہ بھی جبیرہ، پلاسٹر اور زخم کی پٹی کے حکم میں آئے گا۔ اور اُسے اتارے بغیر وضو ہو جائے گا اور نماز ادا کی جا سکے گی۔ (۵۲)

(۵۱) بدائع الصنائع ۱؍۱۴، المغنی ۱؍۲۹۶، الفقہ الاسلامی ۱؍۳۵۹ـ۳۵۷، جدید فقہی مسائل ص ۲۱۔
(۵۲) جدید فقہی مسائل ص ۲۱، ۲۲ بتصرف۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غُسل و وضوء میں مصنُوعی بالوں کے جوڑوں یا وِگوں کا حُکم

اب باری ہے اس جدید فقہی مسئلہ کی کہ اگر کسی مرد یا عورت نے مصنوعی بالوں کا بنا ہوا جوڑا یا وگ لگا رکھی ہو تو غسل و وضوء کا طریقہ کیا ہوگا؟ اور سر کے مسح کے لیے کیا صورت اختیار کرنا پڑے گی۔؟ اس سوال کے جواب سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ مصنوعی بال لگانے یا ان سے بنا ہوا جُوڑا یا وِگ استعمال کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ زیب و زینت اور بناؤ سنگار کرنا عورت کا ایک فطری جذبہ اور شوق ہے۔ جس کی رعایت رکھتے ہوئے اسلام نے ان کے لیے ریشمی لباس، زیورات، کاسمیٹک اور میک اپ کے سامان کا استعمال جائز قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ یہ سب چیزیں چار دیواری کے اندر اندر اور خاص کر شوہر کے لیے ہوں۔ بے حجاب ہو کر سیر و سیاحت کے دوران اور مرد و زن کی مخلوط پارٹیوں میں شرکت کر کے غیر مردوں کو دکھانے کے لیے نہ ہوں۔

ایسے ہی اسلام نے جہاں عورتوں کو حدود کے اندر رہتے ہوئے بناؤ سنگار اور زیب و زینت کی اجازت بخشی ہے، وہیں یہ پابندی بھی عائد کی ہے کہ اس میں غلو نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ بناوٹ و شناخت میں کوئی تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک شیطانی فعل ہے۔ چنانچہ سورہ نساء آیت ۱۱۸ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان پر لعنت کی تھی تو اس نے کہا تھا:

﴿لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا﴾. (۵۳)

(۵۳) سورۃ نساء آیت ۱۱۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"میں تیرے بندوں میں سے ایک مقرر حصہ لے کر رہوں گا"

یعنی ان کے اوقات میں ان کی محنتوں میں، ان کی قوتوں و قابلیتوں میں ان کے مال اوران کی اولاد میں اپنا حصہ لگاؤں گا۔ اوران کو فریب دے کر ایسا پرچاؤں گا کہ وہ ان ساری چیزوں کا ایک معتد بہ حصہ میری راہ میں صرف کریں گے۔

مزید شیطان نے جو اس وقت کہا تھا اُسے اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت: ۱۱۹ میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ﴾(۵۴)

"میں انہیں بہکاؤں گا۔ میں انہیں آرزوؤں میں اُلجھاؤں گا، میں انہیں حکم دوں گا، اور وہ میرے حکم سے جانوروں کے کان پھاڑیں گے۔ اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے اللہ کی بخشی ہوئی ساخت و بناوٹ میں ردّوبدل کریں گے"

آیت کے اس حصہ میں جو شیطان کی ڈھینگیں نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جانوروں کے کان پھاڑیں گے۔ یہاں اہلِ عرب کے توہمات میں سے ایک کی طرف اشارہ ہے۔ ان کے ہاں قاعدہ تھا کہ اونٹنی پانچ بچے یا دس بچے جن لیتی تو اس کے کان پھاڑ کر اُسے اپنے دیوتا کے نام پر چھوڑ دیتے۔ اور اس سے کوئی کام لینا حرام سمجھتے تھے۔ اسی طرح جس اونٹ کے نطفہ سے دس بچے ہو جاتے اُسے بھی کسی دیوتا کے نام پر کان چیر کر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور کان چیرنا اس بات کی علامت تھی کہ یہ کسی دیوتا کے نام پر چھوڑا ہوا جانور ہے۔ جس کا پھر دوسرے لوگ بھی احترام کیا کرتے تھے۔

(۵۴) سورۃ نساء آیت ۱۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دراصل شیطان کی سکھائی ہوئی چال تھی۔ اور دورِ جاہلیت کی یہ مشرکانہ رسم تھوڑی شکل بدل کر آج بھی برِصغیر میں موجود ہے (البتہ علاقے اور ماحول کی مناسبت سے دیوی اور دیوتاؤں کی جگہ مزاروں نے اور اونٹوں، اونٹنیوں کی جگہ بیلوں اور گائیوں نے لے رکھی ہے) اور یہاں جو دوسری بات کہی گئی ہے کہ اللہ کی بخشی ہوئی ساخت و بناوٹ میں ردّ و بدل کریں گے۔ اس کے مفاہیم و مطالب میں سے ہی ایک یہ بھی ہے کہ لوگ کسی نہ کسی طرح اللہ کی بخشی ہوئی ساخت و بناوٹ میں تبدیلی کریں گے۔

اور ہمارا محلِ استشہاد یہی الفاظ ہیں کہ عورتوں کا مصنوعی بالوں کے جوڑے اور مرد و زن سب کا طرح طرح کی وِگوں کا استعمال کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ساخت میں تغیر و تبدل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شیطانی فعل قرار دیا ہے۔ اور شیطانی فعل کو اپنانے والے کے بارے میں اسی آیت ۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ نے وعید سناتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا﴾(۵۵)

''اور جس نے اللہ کی بجائے اس شیطان کو اپنا ولی و سرپرست بنالیا ہے، وہ صریح نقصان میں پڑ گیا''

قرآن کریم کے اس مقام پر اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی ساخت کو تبدیل کرنے کے شیطانی فعل قرار دیے جانے کے پیشِ نظر اسلام نے مرد و زن ہر دو کے لیے زینت کی خاطر اپنے اصل بالوں کے ساتھ کسی دوسرے کے اصلی یا مصنوعی طریقہ سے بنائے گئے بالوں کو جوڑنا حرام قرار دیا ہے۔ اور موجودہ دور میں جو مصنوعی

(۵۵) سورۃ نساء، آیت ۱۱۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالوں کے رنگا رنگ جوڑوں کا استعمال عورتوں، اور طرح طرح کی وِگوں کا استعمال مردوں اور عورتوں سب میں عام ہو چکا ہے۔ یہ مطلقاً ناجائز و حرام ہے۔ بلکہ اہل علم نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔

چنانچہ علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ نے کبیرہ گناہوں کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے ,,الزواجر عن اقتراف الکبائر،، اس میں چار سو سڑسٹھ (۴۶۷) گناہوں کو کبیرہ گناہ شمار کیا ہے۔ جن میں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے کبائر بھی ہیں۔ جیسے شرک، ریا، نفاق وغیرہ۔ اور ظاہری اعمال سے تعلق رکھنے والے بھی جیسے زنا کاری، شراب نوشی اور رشوت خوری وغیرہ۔

موصوف نے اس کتاب کی جلد اول میں کبیرہ گناہ نمبر ۸۰ اسی مصنوعی جوڑے یا وِگ کے استعمال کرنے کو شمار کیا ہے۔ (۵۶)

کبائر کے موضوع پر ہی شیخ احمد بن حجر آل بوطامی آف قطر نے حال ہی میں ایک کتاب ,, تطہیر المجتمعات من ارجاس الموبقات،، کے نام سے لکھی ہے۔ جس کا اردو ترجمہ بھی الدار السلفیہ نامی بمبئی کے ایک اشاعتی ادارے نے ,,معاشرہ کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج،، کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اس میں اسی (۸۰) کبیرہ گناہوں کو منتخب کر کے قرآن و سنت کی رو سے ان کی قباحت و ممانعت بیان کی گئی ہے۔ اور اس میں کبیرہ گناہ نمبر ۷۰ وصل الشعر یعنی بال جوڑنا یا وِگ کا استعمال کرنا ہی ہے۔ (۵۷)

دنیا کی معروف و قدیم یونیورسٹی ,,جامعہ ازہر قاہرہ،، نے آج سے مدتوں پہلے جب امریکہ و یورپی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی راہنمائی اور وہاں کے غیر

---

(۵۶) الزواجر ۱؍۱۴۰ دار المعرفۃ بیروت۔

(۵۷) تطہیر المجتمعات عربی ص ۲۱۲، معاشرہ کی مہلک بیماریاں ص ۲۷۸ ترجمہ مولانا نصیر احمد ملی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسلم لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے متعارف کروانے کے لیے ایک پروگرام بنایا۔ اور مختلف علماء کو مختلف موضوعات پر کتابیں لکھنے پر متعین کیا۔ جنہیں انگلش ترجمہ کر کے ان ممالک میں پہنچایا جانا طے پایا تو قطر میں مقیم عرب ممالک کے معروف اسکالر ڈاکٹر یوسف القرضاوی کے ذمہ یہ لگایا گیا کہ وہ ''اسلام میں حلال وحرام'' کے موضوع پر کتاب لکھیں گے۔

چنانچہ ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء میں ''الحلال والحرام في الاسلام'' کے نام سے ان کی جو کتاب شائع ہوئی، جس کے اب تک بیسیوں ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ اور دنیا کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ حتی کہ الدار السلفیہ بمبئی نے اسے اردو میں بھی شائع کر دیا ہے۔ اس میں موصوف نے بھی مصنوعی بالوں کے جوڑوں یا وِگوں کو ممنوع امور و اشیاء میں شمار کیا ہے۔ (۵۸)

اس کی حرمت و ممانعت پر یوں تو صرف قرآن کریم سورہ نساء آیت ۱۱۹ کے الفاظ کی دلالت بھی کافی ہے۔ جب کہ اس پر مستزاد نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث بھی ہیں۔ جن میں اس فعل کو ناجائز و ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ بلکہ بعض احادیث میں تو یہاں تک بھی مذکور ہے کہ اس فعل کا ارتکاب کرنے والوں پر اللہ نے لعنت فرمائی۔ اور یہ فعل چونکہ عموماً زیادہ تر عورتوں میں پایا جاتا ہے۔ اس لیے احادیث میں جو صیغے آئے ہیں، وہ مؤنث کے ہی ہیں۔ مگر اس فعل کا ارتکاب اگر کوئی مرد کرے تو وہ بھی ان احادیث کا مصداق ہو کر ملعون ہوتا ہے۔ کیونکہ مؤنث کے صیغے محض تغلیباً ہیں۔ ورنہ حکم سب کے لیے برابر ہے۔ بلکہ ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے بقول:

(۵۸) انظر الحلال والحرام في الاسلام ڈاکٹر یوسف القرضاوی ص ۸۸۔۹۰ طبع میڈ بہ المکتب الاسلامی وترجمہ اردو از مولانا شمس پیرزادہ ص ۱۲۱۔۱۲۳ طبع الدار السلفیہ بمبئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(دُخُولُ الرَّجُلِ فِي هٰذَا التَّحْرِيمِ مِنْ بَابِ أَوْلٰى)(۵۹)

"مرد کا اس تحریم میں دخول تو بدرجہ اولیٰ ہے"

وہ چاہے خود وِگ استعمال کرے یا کسی دوسرے مرد و زن کے لیے وِگ تیار کرے اور اس کی کنگھی پٹی کرے۔ اس موضوع کی متعدد احادیث کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔

(۱) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

(لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)(۶۰)

"نبی ﷺ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے"

(۲) سُنن نسائی و مسند احمد میں صحیح سند سے حضرت مسروق رحمۃ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی:

(أُنْبِئْتُ أَنَّكَ تَنْهٰى عَنِ الْوَاصِلَةِ)

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ بال جوڑنے سے منع کرتے ہیں؟"

اُنہوں نے کہا: ہاں: تو اس عورت نے کہا:

(أَشَيْءٌ تَجِدُهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَمْ سَمِعْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟)

"کیا اس کے بارے میں قرآن کریم سے کوئی دلیل پاتے ہو۔ یا نبی اکرم ﷺ سے کچھ سُنا ہوا ہے؟"

تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

---

(۵۹) الحلال والحرام ص ۸۹۔

(۶۰) بخاری مع الفتح ۱۰/ ۳۷۸۔ غایۃ المرام فی تخریج احادیث الحلال والحرام للالبانی ص ۷۴ ۵ (المکتب الاسلامی) مسلم مترجم اردو ۵/ ۳۳۲، ترجمہ علامہ وحید الزمان۔ صحیح النسائی للالبانی حدیث ۴۷۱۶) صحیح ابی داؤد للالبانی حدیث (۳۵۱۳)، صحیح الترمذی للالبانی حدیث (۱۳۳۱، ۲۲۳۴) ابن ماجہ حدیث (۱۹۸۷)۔

www.KitaboSunnat.com

(أجده في كتاب الله وعن رسول الله ﷺ) (61)

"میں اس کی دلیل ممانعت کتاب اللہ میں بھی پاتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کی ممانعت کے بارے میں سن چکا ہوں"

اس عورت نے کہا

(والله تصفحت ما بين دفتي المصحف فما وجدت فيه الذي تقول)

"اللہ کی قسم! میں نے قرآن کریم کی اول تا آخر ورق گردانی کی ہے مجھے تو وہ کچھ نہیں ملا جو تم کہتے ہو"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہیں قرآن کریم میں یہ الفاظ نہیں ملے ہیں:

﴿ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا﴾ (62)

"رسول اللہ ﷺ تمہیں جس کا حکم دیں اسے اختیار کرلو اور آپ جس سے منع کردیں اس سے رک جاؤ"

اس عورت نے کہا ہاں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(فإني سمعت رسول الله ﷺ نهى... عن الواصلة..)

"میں نے نبی ﷺ کو بال جوڑنے سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرآن وسنت دونوں کی رو سے اس فعل کو ممنوع ثابت کردیا، تو اس عورت نے کہا:

(فلعله في بعض نسائك)

(61) صحیح النسائی حدیث (4719) ابن ماجہ (1989) بلکن ابن مسعود ... عبداللہ صحیح ابی داؤد حدیث (3513)۔

(62) سورۃ حشر، آیت 7۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ممکن ہے کہ آپ کے گھر کی عورتوں میں سے کوئی ایسا کرتی ہو“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اندر جا کر دیکھ لو۔ وہ عورت ان کے گھر میں داخل ہوئی۔ اور جب دیکھ بھال کر باہر آئی تو کہنے لگی:

(ما رأیت بأساً)

”مجھے ایسی کوئی (قابل اعتراض) چیز نظر نہیں آئی“

تب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اگر میرے گھر میں ایسی کوئی چیز پائی جاتی) تو پھر میں نے ایک بندہ صالح کی وصیت کو کیا اپنایا ہوتا۔ جنہوں نے فرمایا تھا:

(وَمَا أُرِيْدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ)(۶۳)

”میں نہیں چاہتا کہ جس چیز سے میں تمہیں منع کروں خود اسی میں تمہاری خلاف ورزی کروں“

ایک عورت اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مابین رونما ہونے والے مکالمے کی شکل کے اس واقعہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بال جوڑنے یا وِگ لگانے کو پہلے قرآنِ کریم، پھر حدیث رسول اللہ ﷺ سے ممنوع ثابت کیا۔ اور پھر اس کے ممنوع ہونے کا اپنے گھر کی عورتوں سے عملی ثبوت بھی مہیا فرمایا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَرْضَاھُمْ

(۳) اس موضوع کی تیسری حدیث صحیح بخاری و مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ہے:

(لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)(۶۴)

”اللہ بال جوڑنے اور جڑوانے والی عورت پر لعنت کرے“

(۶۳) بحوالہ غایۃ المرام ص ۷۵ و اشار الیہ الحافظ فی الفتح ۱۰ / ۳۷۹۔

(۶۴) بخاری ۱۰ / ۳۷۸ و غایۃ المرام ص ۷۵ و مسلم مع شرح نووی ۳۳۲ / ۱۳ ابن ماجہ (۱۹۸۸)۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۴) چوتھی حدیث صحیح بخاری و مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انصار کی ایک لڑکی کی شادی ہوئی جبکہ کسی بیماری کی وجہ سے اس کے سر کے بال گر چکے تھے۔ اس کے گھر والوں نے چاہا کہ (دلہن بناتے وقت) اس کے سر پر کوئی دوسرے بال جوڑ دیئے جائیں۔ (لیکن یہ کام کرنے سے پہلے) انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس سلسلہ میں استفسار کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)(۶۵)

"اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی عورت پر لعنت کی ہے"

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ آئے دن وِگیں بدلنے والے مرد و زن تو کجا، نبی اکرم ﷺ نے تو کسی ایسی عورت کو بھی دوسرے بال لگوانے یا بالفاظِ دیگر وِگ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ جس کے بال کسی بیماری کی وجہ سے گر چکے ہیں۔ اور خواہ وہ پہلی شب کی دلہن کیوں نہ ہو۔

(۵) صحیح بخاری و مسلم اور مسند احمد میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کسی عورت نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا۔ اے اللہ کے رسول:

(إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعْرُهَا وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيهِ؟)

"میری بیٹی کو خسرا کی بیماری لگنے سے اس کے بال گر گئے ہیں۔ میں نے اس کی شادی کر دی ہے تو کیا میں اس کے بالوں کے ساتھ دوسرے بال جوڑ دوں؟"

تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۶۵) ایضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)(٦٦)

''اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی عورت پر لعنت کی ہے''

(٦) بخاری و مسلم اور نسائی و مسند احمد میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب آخری مرتبہ مدینہ طیبہ آئے تو خطبہ کے دوران انہوں نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور فرمایا:

(مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعْرِ)(٦٧)

''میں نے یہودیوں کے علاوہ کسی کو اس فعل (بال جوڑنے) کا ارتکاب کرتے نہیں دیکھا۔ اور نبی اکرم ﷺ نے بالوں کے جوڑنے کے اس فعل کو سراسر جھوٹ (دھوکہ) قرار دیا ہے''

(٧) حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے برسرِ منبر اپنے ایک خادم کے ہاتھ سے بالوں کا گچھا لے کر لہرایا۔ اور فرمایا:

(أَيْنَ عُلَمَائُكُمْ؟)

''تمہارے علماء کہاں گئے ہیں (جو تمہیں اس کے بارے میں شرعی حکم بتائیں؟)''

میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس سے منع کرتے اور یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے:

(إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَائُهُمْ)(٦٨)

''بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ان (مصنوعی جوڑوں اور وِگوں) کا استعمال اپنایا تو وہ لوگ ہلاک ہوگئے''

---

(٦٦) بخاری ١٠ر٣٧٨ و غایۃ المرام ص ٧٩ مسلم مترجم ار ۵ و ق ٣٣٢ ، ابن ماجہ (١٩٨٨)۔

(٦٧) بخاری مع الفتح ١٠ر٣٧٤ ، و غایۃ المرام ٧٩۔ ٨٠ مسلم مترجم جلد پنجم ص ٣٣٤ ، ٣٣٥۔ و صحیح النسائی حدیث (٤٧١٤)۔

(٦٨) مختصر صحیح مسلم للمنذری تحقیق الالبانی (١٣٨٥) بحوالہ صحیح الجامع (٢٣٧٥) بخاری مع الفتح حدیث (٥٩٣٢) ، صحیح ابی داؤد حدیث (٣٥١١)۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ بالوں کے ساتھ دوسرے بال یا کوئی اور چیز جوڑنا ہر چیز منع ہے چاہے کوئی بھی کیوں نہ ہو۔ اور اس کی تائید صحیح مسلم ومسند احمد میں مذکور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

(زجر رسول اللہ ﷺ ان تصل المرأۃ بشعرھا شیئا)(۶۹)

"نبی اکرم ﷺ نے اس عورت کو ڈانٹا جس نے بالوں کے ساتھ کسی بھی دوسری چیز کو جوڑا۔"

آگے چل کر امام لیث اور دیگر فقہاء سے نقل کیا ہے کہ وہ صرف بالوں کی ممانعت کے قائل ہیں۔ دوسری چیز کی ممانعت کے نہیں جیسے دھاگہ وغیرہ۔ آگے ابوداؤد کے حوالے سے حضرت سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں:

(لا بأس بالقرامل)

"اونی یا ریشمی دھاگے جوڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں"

امام احمد رحمۃ اللہ کا بھی یہی مسلک بتایا ہے۔ اور حضرت سعید رحمۃ اللہ کے اس قول کی سند کو حافظ ابن حجرؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔(۷۰)

جب کہ بعض دیگر محدثین کے نزدیک یہ سند ضعیف ہے۔(۷۱)

لہذا قابل حجت نہیں، ویسے بھی یہ ایک تابعی کا قول ہے۔ جب کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ والی مرفوع حدیث مسلم ومسند احمد اس کے مخالف ہے۔ اور یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ والی صحیحین کی حدیث کے مفہوم، اور صحیح مسلم ومسند احمد میں حضرت

---

(۶۹) صحیح مسلم [illegible] ۳۳۳ کتاب اللباس۔ (۷۰) فتح الباری ۱۰؍ ۳۷۵۔

(۷۱) ضعیف ابی داؤد ص ۱۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قتادہ رضی اللہ عنہ کی الــزُّوْر کی تشریح کے بھی مخالف ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ الزُّوْر سے مراد وہ اشیاء ہیں، جن سے عورتیں اپنے بالوں کو بڑھاتی ہیں۔ (۷۲)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بالوں کو زیادہ ثابت کرنے کے لیے دوسرے بال جوڑے جائیں یا کبھی کوئی دھاگہ وغیرہ، یہ سب ممنوع ہے۔ اور بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر کوئی بالوں کے ساتھ دوسری کوئی چیز اس طرح جوڑے جس سے یہ دھوکہ ہو کہ سب اصلی بال ہی ہیں تو یہ ممنوع ہے اور اگر اصلی بال اور یہ ساتھ جوڑی جانے والی چیز دونوں الگ نظر آتی ہوں تو پھر یہ جائز ہے۔ (۷۳)

خود حافظ ابن حجر نے اس بات کو قوی قرار دیا ہے۔ لیکن یہ بھی ان کا اور بعض دیگر علماء کا محض خیال ہے۔ ورنہ احادیث کے الفاظ میں ایسی کوئی صراحت نہیں ملتی۔ حتی کہ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت اور اس کے حکم سے دوسرے بال یا کوئی بھی چیز لگا لے تو جائز ہے۔ مگر حافظ عسقلانی کے بقول باب وصل الشعر میں مذکور احادیث ان کے خلاف ہیں۔ (۷۴)

جب کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں جو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اس بات کی واضح طور پر تردید موجود ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

(وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِي بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا فَسَبَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)(۷۵)

"میری بیٹی کا شوہر مجھے اس بات پر برانگیختہ کرتا تھا (کہ میں کچھ جوڑوں) کہ

(۷۲) غایۃ المرام ص ۸۷۔ فتح الباری ۱۰ ص ۳۷۵۔
(۷۳) فتح الباری ۱۰ ص ۳۷۵۔
(۷۴) فتح الباری ۱۰ ص ۳۷۵۔
(۷۵) بخاری مع الفتح ۱۰ ص ۳۷۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کوئی چیز جوڑوں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی عورت کو برا بھلا کہا"

وِگ لگانے کی ممانعت

وِگ کے استعمال کو کبار معاصرین اہل علم نے بھی اپنے فتاویٰ میں ناجائز قرار دیا ہے۔ مثلاً فتویٰ صادر کرنے والے متعدد مفتیانِ کرام پر مشتمل دائمی کمیٹی نے بھی اس کے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ اور یاد رہے کہ اس کمیٹی میں شیخ ابن بازؒ اور انہی جیسے دیگر بلند پایہ علماء شامل ہیں۔

خاص کر شیخ ابن بازؒ اور دوسرے معروف سعودی عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین نیز بعض دیگر اہل علم نے بھی ایسا ہی فتویٰ دیا ہے۔ (۷۶)

عورتوں کو بال کٹوانے کی ممانعت

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ جس طرح عورتوں کا اپنے اصل بالوں کے ساتھ کوئی دوسرے بال جوڑنا حرام ہے۔ اسی طرح ہی عورتوں کا بال منڈوانا بھی حرام ہے۔ سوائے کسی عذر و مجبوری کے کیونکہ طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

(نهى النبيُّ ﷺ أنْ تحلق المرأةُ رأسها)

"نبی اکرم ﷺ نے عورت کو اپنا سر مونڈنے سے منع فرمایا ہے"

جب کہ مسائل حج میں ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ سنن ابی داؤد کی اس حدیث کے الفاظ ہیں:

(لَيسَ عَلَى النِّساءِ حَلْقٌ وإنَّما عَلَى النِّساءِ التَّقْصِيرُ) (۷۷)

---

(۷۶) فتاویٰ المرأۃ ۳ [illegible] ۹ [illegible] ۱۸۱، ۲۰۲، ۲۰۳ [illegible] شیخ ابن عثیمین [illegible]
(۷۷) سنن ابی داؤد (۱۹۸۴، ۱۹۸۵) [illegible] (۹۰۵) [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"عورتوں پر سر مونڈنا نہیں ہے۔ ان پر (حج وعمرہ کے موقع پر) صرف (تھوڑے سے) بالوں کا کاٹنا ہے"

ان دونوں حدیثوں سے عورتوں کا اپنے بالوں کو مونڈنا تو بالصراحت ناجائز ثابت ہوا۔ جب کہ ان کا بالوں کو کاٹنا اور تراش خراش سے مختلف ڈیزائنوں میں بدلنا بھی منع ہے۔ کیونکہ عورتوں کا بالوں کی ایسی تراش خراش کرنا مردوں سے مشابہت پیدا کرنے کے مترادف ہے۔ اور ایسی عورتوں پر جو کسی بھی طرح مردوں سے مشابہت پیدا کریں۔ ان پر نبی اکرم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ اور جو مرد اپنے کسی فعل سے عورتوں سے مشابہت پیدا کریں۔ ان پر بھی لعنت کی گئی ہے چنانچہ صحیح بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارمی، طیالسی اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

(لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ ... الْمُتَرَجِّلاتِ مِنَ النِّسَاءِ)(۷۸)

"نبی ﷺ نے مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"

جب کہ صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی ہیں:

(لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)(۷۹)

"نبی ﷺ نے عورتوں سے مشابہت پیدا کرنے والے مردوں پر اور مردوں سے مشابہت پیدا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"

ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ارشادِ نبوی ہے:

(لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ)(۸۰)

---

(۷۸) بخاری مع الفتح ۱۰/ ۳۳۳ بحوالہ حجاب المرأۃ المسلمۃ للالبانی ص ۶۷ طبع المکتب الاسلامی۔ بیروت۔ صحیح ابی داؤد حدیث (۳۱۳۱) صحیح الترمذی (۲۲۳۶) ابن ماجہ (۱۹۰۴)۔

(۷۹) بخاری مع الفتح ۱۰/ ۳۳۲، وحجاب المرأۃ المسلمۃ ایضاً۔

(۸۰) حجاب المرأۃ المسلمۃ ص ۶۸، صحیح ابی داؤد حدیث ۳۳۵۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"نبی ﷺ نے مردوں سے مشابہت پیدا کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے"

اس موضوع کی اور بھی کئی احادیث ہیں۔ اور یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک غلط فہمی کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے۔ کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں:

(كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَأْخُذْنَ مِنْ رُؤُوسِهِنَّ حَتَّى تَكُوْنَ كَالْوَفْرَةِ)(۸۱)

"نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اپنے سروں کے بال لمبائی سے لے لیتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ وفرہ کی مانند ہو جاتے"

"وفرہ" ایسے بالوں کو کہا جاتا ہے جو کانوں تک ہوں۔ اس سے زیادہ لمبے اور کندھوں تک پہنچتے ہوں تو انہیں "لِمّہ" اور اس سے بھی لمبے ہوں تو انہیں "جُمّہ" کہا جاتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس کے برعکس وفرہ وہ بال ہیں جو سب سے زیادہ لمبے ہوں اور پھر اس کے بعد لِمّہ اور پھر "جُمّہ" سب سے چھوٹے۔

حافظ صلاح الدین یوسف نے ہفت روزہ ,,الاعتصام،، لاہور جلد ۴۱ شمارہ ۳۶ بابت ۶ صفر ۱۴۱۰ھ بمطابق ستمبر ۱۹۸۹ء میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا تھا:

,,ازواج مطہرات کے اس فعل کے بارے میں شارحین حدیث نے یہ صراحت کی ہے کہ ان کا یہ فعل نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کا ہے۔ اور اس سے ان کا مقصود ترکِ تزیّن تھا۔ کیونکہ لمبے بال حُسن و زینت میں شمار ہوتے ہیں۔ جس سے وہ بچنا چاہتی تھیں،،

آگے چل کر موصوف لکھتے ہیں:

,,تاہم اس کے ساتھ ساتھ شارحینِ حدیث نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اس میں

(۸۱) مسلم مع النووی ۴/۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں اپنے بال ہلکے کر سکتی یعنی کاٹ سکتی ہیں۔ فِیہِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ تَخْفِیفِ الشُّعُوْرِ لِلنِّسَاءِ۔" (۸۲)

آگے حافظ صاحب موصوف نے لکھا ہے:

"ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے اس طرزِ عمل سے اس امر کا جواز تو یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں ایسے بال رکھ سکتی ہیں، جنہیں ہمارے ہاں عام طور پر پٹے کہا جاتا ہے۔ تاہم اس سے نوجوان عورتوں کے بالوں کے فیشن کا جواز ہرگز نہیں نکلتا۔ جو ایک تو وفرہ (پٹے) کی تعریف میں نہیں آتے۔ دوسرے اس کی بنیاد تبرّج (اظہار زیب و زینت) اور بے پردگی پر ہے۔ تیسرے اس سے مقصود مغربی عورتوں کی نقالی ہے۔ جو مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کی رو سے ناجائز ہے۔ چوتھے اس میں بالعموم غیر محرم مردوں سے بال کٹوانے پڑتے ہیں۔ جو سراسر بے غیرتی کا مظاہرہ ہے"

ان وجوہِ اربعہ کے پیشِ نظر عورتوں کے بال کٹوانے کی موجودہ روش سراسر غیر اسلامی اور ناجائز ہے۔ اسی طرح بیوٹی پارلروں کا موجودہ کاروبار جو عورتوں میں بالوں کے مغربی فیشن اور بے پردگی کو عام کرنے کا باعث ہے غلط اور ناجائز ہے۔ تاہم اگر کوئی عورت مذکورہ تمام قباحتوں سے بچتے ہوئے لمبے بال رکھنے کی بجائے پٹے بال رکھنا پسند کرے تو اس کا جواز موجود ہے،،۔ (۸۳)

دیگر محققین کی تحقیقی رائے

موصوف کے اس جواب میں موجودہ فیشن کی تردید تو بہرحال موجود ہے۔ اور بالوں کی تراش وخراش سے مراد صرف فیشن کی پیروی ہی ہوتی ہے نہ کہ دوسری غرضِ شریف۔

(۸۲) نووی علی مسلم ۱/ ۱۴۸، فتح الملہم ۱/ ۴۷۲، مختصر صحیح مسلم للمنذری تحقیق علامہ البانی ص ۵۰، السراج الوھاج ۱/ ۱۲۶، اکمال المعلم المعروف شرح الابی ۱/ ۹۶۔

(۸۳) ہفت روزہ الاعتصام جلد ۴۱ شمارہ ۲۶ لاہور۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جہاں تک وجوہِ اربعہ اور دیگر قباحتوں سے بچتے ہوئے پٹے بال کٹوانے کے جواز کا کہا گیا ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ اور دیگر شارحینِ حدیث (جن کی غالب اکثریت نے امام نوویؒ کا ہی قول نقل کر کے اسے برقرار رکھا ہے) کے اس جواز کو تسلیم کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اسے بعض دیگر محقق علماءِ کرام درست تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ الاعتصام ہی کے شمارہ ۴۵ جلد ۴۱ بابت ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء میں استاذی شیخ الحدیث مولانا ثناء اللہ خاں مدنی (لاہور) نے ایک تفصیلی مضمون لکھا اور ثابت کیا کہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اور دیگر شارحین کی رائے غیر درست ہے۔ اسی طرح ایک فاضل محقق مولانا ابوالاشبال صغیر احمد شاغف بہاری (مکہ مکرمہ) کا مکتوب بھی اسی شمارہ میں شائع ہوا۔ مولانا موصوف نے اپنے مکتوب میں لکھا:

"حدیثِ عائشہؓ میں جو علت موجود ہے یعنی بعد وفاتِ رسول کریم ﷺ انہوں نے ایسا کیا۔ تو اسی حدیث سے استنباط بدونِ علت ازروئے فقہ جائز نہیں۔ البتہ اس حدیث سے ان بیوہ عورتوں کے لیے جواز کی دلیل ہے جو شادی کرنے کی بوجہ مجبوری خواہش مند نہ ہوں۔ بصورتِ دیگر اس سے جوازِ عام کی صورت میں محض مقلدانہ اندھا پن ہے کہ جو اگلوں نے لکھ دیا اگرچہ ان سے اس نص کے سمجھنے میں سہو ہوا ہو، اور ان کے بعد آنے والے آنکھ بند کر کے اسی پر فتویٰ صادر کرتے چلے گئے۔ پھر اس حدیث عائشہؓ پر خیر القرون کی عورتوں یعنی امہات المؤمنین کے علاوہ دیگر صحابیات اور تابعیات اور اس کے بعد میں اس پر عمل ہوا یا نہیں، کم از کم میری نظر سے تو اس پر عمل کرنے کا ثبوت نہیں گزرا لہذا میری نظر میں یہ فتویٰ قابلِ گرفت و تصحیح ہے، یعنی جواز کی صورت صحیح نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رہی یہ بات کہ عدم جواز کی بھی کوئی روایت ثابت ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں یہ عملی تواتر از عہد صحابیات تا ایندم کافی ہے۔"

حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی نے اپنے مُفصل مضمون میں جس کا عنوان "عورت معقول عذر کے بغیر سر کے بال نہیں کٹوا سکتی"۔ طویل مگر بالوں سے متعلق ابتدائیہ کے بعد لکھا:

"اسلام میں جہاں تک مرد کے بالوں کا تعلق ہے۔ اگرچہ بعض احادیث سے منڈوانے کا جواز ملتا ہے۔ لیکن افضل و اولیٰ امر یہ ہے کہ بال رکھے جائیں، صاف کرانے سے احتراز کیا جائے"

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا اسوۂ حسنہ بیان کیا ہے:

"کہ وہ نصف کانوں تک اور ایک روایت کی رُو سے کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ اور مجمع البحار سے اس اختلاف کی وجہ جمع یہ نقل کی ہے کہ ان دونوں روایتوں میں مذکور لمبائی کو مختلف اوقات پر محمول کیا جائے گا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بال کاٹنے میں تساہل برتتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے اور جب کاٹتے تو کان تک"

آگے حافظ صاحب لکھتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے بال رکھنے کا انداز و اس حد بندی میں محدود ہے جب کہ عورتوں کو یہ ہیئت اختیار کرنی ممنوع ہے۔ جس طرح کہ عورتوں کو مردوں سے تشبہ اختیار کرنا ناجائز ہے"

آگے تشبہ اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کے ورود سے متعلقہ احادیث (جن میں سے بعض گزر چکی ہیں) نقل کرنے کے بعد صحیح مسلم والی ... بحث سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متعلق حدیث کے الفاظ یاخذن کے بارے میں لکھا۔

.اس کا ترجمہ ضروری نہیں کہ کاٹنا ہی ہو (جیسا کہ حافظ صلاح الدین صاحب یوسف نے کہا ہے) احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ وہ اپنے بالوں کا خاص انداز میں جوڑا بنا لیتی تھیں۔ جو وفرہ کی شکل میں نظر آتے۔ مسائل طہارت سے اس معنی کی مناسبت بھی ہے۔ عورتیں عموما غسل کے موقع پر ایسا فعل کرتی ہیں..

پھر مصنف (امام مسلم) رحمۃ اللہ کا اسے اس کے مناسب محل و مقام پر ذکر نہ کرنا بھی ہمارے مدعا کا مؤید ہے۔ جب کہ صحیح مسلم اپنے حسن ترتیب اور سہل الماخذ ہونے میں معروف ہے۔ دوسری بات یہ کہ شرع میں وفرہ، لمہ، جمہ، بالوں کے اوصاف صرف مردوں کے لیے بیان ہوئے ہیں عورتوں کے لئے نہیں۔ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بال حقیقتا وفرہ نہ تھے۔ صرف دیکھنے کو وفرہ معلوم ہوتے تھے۔ اس لیے یہاں کاف تشبیہ سے تعبیر کی گئی ہے۔ کالو فرۃ یعنی وفرہ جیسے تھے۔

اگر یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے کہ یاخذن بمعنی کاٹنا ہے تو یہ ازواج مطہرات کا خاصہ ہوگا۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد ان کی حیثیت معتدات (عدت گزارنے والیاں) جیسی تھی۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيمًا﴾ (۸۴)

"(اے مومنو) تمہارے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کو تکلیف دو، اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں یعنی (ازواج مطہرات) سے نکاح کرو۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ تم خواہ کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ کو ہر بات کا علم ہے"

(۸۴) سورۃ احزاب، آیت: ۵۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاضی عیاضؒ شارح صحیح مسلم نے اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ ازواج النبی ﷺ کا یہ فعل آپ ﷺ کی وفات کے بعد تھا۔ اور صاحب تفسیر اضواء البیان نے امام نوویؒ کی پیروی میں بایں الفاظ کہا ہے:

(وَهُوَ مُتَعَيِّنٌ وَلَا يُظَنُّ بِهِنَّ فِعْلُهُ فِي حَيَاتِهِ ﷺ)(۸۵)

اس حکم کے پیشِ نظر ازواج النبی ﷺ نے سادگی اور ترکِ زینت کو ضروری سمجھ کر فعلِ ہذا کا ارتکاب کیا ہو، تاکہ کلی طور پر نکاح کے دواعی سے قطع دیاس ہو سکے۔ ہر دو صورت میں امام نوویؒ کے قول:

(وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ تَخْفِيفِ الشُّعُورِ لِلنِّسَاءِ)

''اس میں عورتوں کے بال ہلکے کرنے کی دلیل ہے''

کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے کہ ان کا استدلال درست نہیں۔ بالخصوص جب خود بھی قاضی عیاضؒ کے موقف کو درست قرار دیا ہے۔ نیز اس میں تغییر لخلق اللہ اور مُثلہ کا شائبہ بھی موجود ہے۔ جو اس فعل سے مانع ہے۔ واللہ اعلم

آگے حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی لکھتے ہیں:

,,عام حالات میں اگر عورت کو بال کاٹنے کی اجازت ہوتی تو میرے خیال میں کم از کم حج کے موقع پر اس کو مونڈنے کا حکم ضرور ہونا چاہئے تھا تاکہ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ کی سعادت سے محروم نہ رہتی۔ اس کے برعکس معاملہ یہاں تک محدود ہے کہ ماسوائے چند بالوں کے سر کی تقصیر کی بھی اجازت نہیں تو عام حالات میں بلاوجہ بال کاٹنے کیسے جائز ہوں گے؟ ہرگز نہیں۔ البتہ کسی معقول علت وعذر کی بناء پر یہ فعل جائز ہے۔ جیسے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

(۸۵) اضواء البیان علامہ شنقیطی ۵/ ۵۹۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بیماری کی وجہ سے اپنا سر منڈوایا تھا،،

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾

تفصیلی قصہ صحیح ابن حبان میں گیارہویں نوع اور پانچویں قسم میں بھی موجود ہے۔

علامہ البانی کتاب ،، حِجَابُ الْمَرْأَةِ الْمُسْلِمَةِ ،، میں فرماتے ہیں:

،، بال کتوانے سے اگر غیر مسلموں کی مشابہت مقصود ہو تو حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ کی بناء پر ناجائز ہے ورنہ جائز"

میرے خیال میں یہ بات بھی درست نہیں۔ اس کی کوئی نئی دلیل بیان نہیں کر سکے۔ بلکہ بنیاد ازواج مطہرات کے فعل پر ہے۔ جس کی معقول توجیہات پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ نیز حدیث مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ اس کی جھلک فتاوی اہلحدیث میں موجود ہے۔

،، دراصل ہمارے ماحول اور معاشرہ میں آجکل جو کچھ نظر آ رہا ہے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا قطعاً اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں۔ یہ خالصتاً مغربی اور استعماری تہذیب و تقلید کا نتیجہ ہے۔ جس کی یلغار میں بڑے بڑے برج بھی منہدم اور بہتے نظر آ رہے ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْفِتَنِ) ۔(۸۶)

اور پھر عورتوں کا مردوں سے مشابہت پیدا کرنا بالوں کی تراش و خراش کے علاوہ بھی کئی طرح سے ممکن ہے۔ جس کی تفصیل کا یہاں اب موقع نہیں کہ یہ خارج از موضوع بات ہو جائے گی۔

مصنوعی بالوں کے جوڑوں اور وِگوں کی ممانعت کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ جس کے آخر میں عورتوں کے بال منڈوانے اور کٹوانے کی ممانعت کا تذکرہ بھی آ گیا

(۸۶) الاعتصام جلد ۴۱ شمارہ ۲۶ لاہور۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ صحیح بخاری شریف میں باب وصل الشعر کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ نے پانچ صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم سے جو احادیث سات طرق سے بیان کی ہیں، ان کی شرح کے آخر میں بطورِ نتیجہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

''ان احادیث میں بالوں کو جوڑنے اور جڑوانے کو حرام قرار دینے کی رائے رکھنے والوں کے لیے دلیل ہے۔ اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس ممانعت کو نہی تنزیہی پر محمول کیا جائے ان کا واضح رد ہے۔ کیونکہ کسی کام پر لعنت بھیجا جانا اس کے حرام ہونے کے قوی دلائل میں سے ہے، بلکہ بعض لوگوں کے نزدیک لعنت بھیجا جانا تو اس فعل کے کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے''

(جیسا کہ علامہ ہیثمی اور شیخ احمد آل بوطامی کی کبیرہ گناہوں پر مشتمل کتب کا تذکرہ ہم بھی کر چکے ہیں) آگے موصوف لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے طبرانی میں جو روایت نقل کی گئی ہے۔ جو ان کی طرف سے بالوں کو جوڑنے کی رخصت پر دلالت کرتی ہے وہ باطل ہے۔ کیونکہ یہاں بخاری شریف میں دلہن کو بھی بال جوڑنے کی اجازت نہ دینے والی حدیث شاہد ہے کہ وہ رخصت واجازت کی قائل نہیں تھیں'' (۸۷)

سببِ حُرمت ولعنت

وِگ کے استعمال کی حرمت یا مصنوعی جوڑوں پر لعنت فرمائے جانے کی وجہ دراصل دجل وفریب، دھوکہ دہی اور تغییر خلق اللہ ہے۔ اور خود نبی اکرم ﷺ نے اس فیشن یا فعل کو ''زُور'' یعنی جھوٹ وفریب سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں گزرا ہے۔ اور آپ ﷺ نے ہر قسم کی جعل سازی، اور فریب کاری سے بھی سختی سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم،

(۸۷) فتح الباری ۱۰؍ ۳۷۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، بیہقی، مسند احمد اور بعض دیگر کتب حدیث میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک واقعہ مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا گزر غلّے کے ایک ڈھیر کے قریب سے ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس ڈھیر کے اندر گھسا دیا۔ آپ کی انگلیوں کو نمی سی لگی تو آپ ﷺ نے اس غلّے والے سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے۔ تو اس نے بتایا کہ اسے آسمان سے یہ نمی (بارش یا شبنم کی وجہ) پہنچی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(أَفَلاَ جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ كَيْ يَرَاهُ النَّاسُ)

"تم نے یہ گیلا غلّہ اوپر کیوں نہ ڈال دیا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟"

اس کے بعد آپ ﷺ نے وہ مشہور و معروف الفاظ ارشاد فرمائے جو زبان زد خاص و عام ہیں۔ اور وہ صحیح مسلم، صحیح ابی عوانہ اور سنن ابی داؤد میں یہ ہیں

(مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا) "جس نے دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں"

مسلم کی ایک دوسری روایت اور ابن ماجہ میں یہ ہیں:

(مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي) "جس نے دھوکہ دہی کی وہ مجھ سے نہیں"

مسلم کی تیسری روایت اور سنن ترمذی میں یہ ہیں

(لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ) "جس نے دھوکہ دہی کی وہ ہم میں سے نہیں"

مسلم کی چوتھی روایت اور مستدرک حاکم میں یہ ہیں:

(لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا)

"جس نے ہم سے دھوکہ دہی کی وہ ہم سے نہیں"

صحیح مسلم کی ایک پانچویں روایت جو کہ مسند احمد و بیہقی میں بھی ہے۔ اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں:

(أَلَا مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)(۸۸)

''خبردار! جس نے ہم سے دھوکہ دہی کی وہ ہم سے نہیں''

اس حدیث کی یہ پانچ روایتیں ہیں۔جن کے الفاظ ملتے جلتے ہیں۔معمولی معمولی فرق ہے۔اور معنی سب کا ایک ہی ہے۔اور ان میں سے جو الفاظ زبان زدِ خاص و عام ہیں۔وہ ,,مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا،، ہیں۔اور ان الفاظ میں فَلَيْسَ مِنِّي وہ مجھ سے نہیں۔یا فَلَيْسَ مِنَّا وہ ہم سے نہیں۔سے مراد یہ ہے کہ وہ میری امت سے نہیں۔یا بالفاظ دیگر وہ امتِ اسلامیہ کا فرد نہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ کتنی سخت وعید ہے۔اور صحیح ابنِ حبان،طبرانی صغیر،طبرانی کبیر،حلیۃ الأولیاء ابو نعیم اور مسند الشہاب للقضاعی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

(مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَالْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ)(۸۹)

''جس نے ہم سے دھوکہ کیا وہ ہم سے نہیں اور مکر و فریب کا انجام جہنم ہے''

مجمع الزوائد میں امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اس کی سند کے ایک راوی عاصم کو سوءِ حفظ والا قرار دیا ہے۔جب کہ شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ نے ''ارواء الغليل في تخريج احاديث منار السبيل'' میں لکھا ہے:

,,ماہرینِ علمِ حدیث کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ راوی حسن الحدیث ہیں۔ان سے حجت و دلیل لی جائے گی۔خصوصاً جب کہ وہ دوسرے ثقہ راویوں کے موافق کوئی بات نقل کریں،،

(۸۸) یہ حدیثِ ابی ہریرہ مختصر مسلم للمنذری حدیث (۱۲۳۵) صحیح ابی داؤد حدیث (۲۹۴۶)، صحیح الترمذی حدیث (۱۰۶۰)،ابن ماجہ (۲۲۲۴)،ارواء الغلیل ۱۶۱/۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔
(۸۹) ارواء الغلیل ۱۶۳/۵ موارد الظمآن لزوائد ابن حبان للہیثمی (۱۱۰۷) والصحیحہ (۱۰۵۸)۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ امام منذریؒ نے ترغیب وترہیب میں جب یہ مذکورہ حدیث نقل کی تو کہا کہ اس کی سند جید ہے۔ امام ابو داؤد نے اپنی کتاب المراسیل میں حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً اور قدرے اختصار سے یہ حدیث یوں بیان کی ہے:

(اَلْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ وَالْخِيَانَةُ فِي النَّارِ)(۹۰)

"مکروفریب اور خیانت کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے"

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"مصنوعی جوڑوں اور وِگوں (نیز نقش کروانے اور بھنوؤں کے بال کاٹ یا چُن کر انہیں باریک کرنے) وغیرہ کے بارے میں سخت وعید اس لیے وارد ہوئی ہے کہ ان میں کھوٹ اور فریب ہے۔ اگر ان کی رخصت دے دی جاتی تو پھر کھوٹ وفریب کی دوسری صورتوں کو بھی جائز کر لینے کا وسیلہ وذریعہ بن جائیں۔ اور اس سخت وعید کی دوسری وجہ قدرتی ساخت میں ردّوبدل کا پہلو بھی ہے"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی حدیث کے الفاظ: ,,المغیرات خلق اللہ،، سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے۔(۹۱)

ان الفاظ والی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے جس میں کئی طرح کی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔ اور اُنہی میں سے یہ بھی ہے:

(لَعَنَ اللّٰهُ... الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقِ اللّٰهِ، مَالِي لا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مَلْعُونٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ)(۹۲)

"قدرتی ساخت میں ردّوبدل کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہو ۔ مجھے کیا ہے

(۹۰) مراسیل ابی داؤد ص ۱۸ طبع معہد الشریعہ کوٹ اڈو، تحقیق مولانا محمد عبدہ، والارواء ۱۶۴/۵۔
(۹۱) فتح الباری ۳۸۰/۱۰۔
(۹۲) بخاری مع الفتح ۳۷۸/۱۰، وآداب الزفاف للالبانی ص ۱۳۴، مسلم مترجم اُردو ۳۳۳/۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر نبی اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اور جو
کتاب اللہ کی رُو سے بھی ملعون ہے"

کتاب اللہ میں لعنت سے مراد سورہ نساء کی آیت ۱۱۷ میں مذکور لعنت ہے۔
وِگوں کے استعمال میں چونکہ فریب کاری ودھوکہ دہی ہے۔ لہذا مذکورہ حدیث کی رو سے ممنوع وحرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس کے علاوہ صحیح بخاری ومسلم، نسائی اور مسند احمد میں حضرت سعید بن مسیب سے مروی حدیث میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ)(۹۳)

"میں نے یہودیوں کے سوا کسی کو اس فعل کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں دیکھا"

انہی چاروں کتب میں موجود حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت حمید سے مروی حدیث میں ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَائُهُمْ)(۹۴)

"بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب اس فعل کا ارتکاب شروع کیا تو وہ ہلاک ہوگئے"

معلوم ہوا کہ مصنوعی جوڑے اور وگیں لگانا یہودیوں کا فعل ہے، جو ان کی ہلاکت کے اسباب میں سے بھی ہے۔ لہذا جب بنی اسرائیل کی ہلاکت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے تو یہ مسلمانوں کے لیے روا کیسے ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ جب یہ فعلِ یہود ہے تو اس کا ارتکاب کرنے والا یہودیوں کی مشابہت کرتا ہے جو خود ممنوع ہے۔ کیونکہ صحیح ابن حبان، ابوداؤد اور مستدرک حاکم میں مذکور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے مروی مشہور حدیث ہے:

---

(۹۳) ملاحظہ فرمائیں تخریج نمبر ۶۷۔

(۹۴) بخاری مع الفتح حدیث (۵۹۳۲) مسلم مترجم اردو ۵/۳۳۳۔ نیز دیکھیے تخریج نمبر ۶۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ)(۹۵)

"جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہے"

وِگ پر مسح کا حکم

قرآن و سنت پر مبنی دلائل کی رو سے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مصنوعی جوڑے یا وگیں ناجائز وحرام ہیں۔ اور ان کا ارتکاب کبیرہ گناہ ہے۔ یہ تو ہوگئی ان کی شرعی حیثیت۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر عورت ایسا جوڑا لگا ہی لے یا کوئی مرد وزن ایسی وِگ لگا لے تو غسل و وضوء میں ان کا کیا حکم ہے؟ تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ چونکہ ایسے جوڑوں اور وِگوں کے بال جسم کا حصہ نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ کسی جائز صورت و مجبوری کی بناء پر لگائے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کا اتارنا چنداں دشوار ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی حیثیت ایک خارجی چیز کی ہوگی۔ لہٰذا اگر کوئی عورت یا مرد وِگ لگائے ہوئے ہو۔ اور وضوء کرتے ہوئے سر کا مسح اس طرح کرے کہ ان مصنوعی بالوں کے اُوپر ہی مسح ہو اور اصلی بالوں پر نہ ہو پائے تو وہ کافی نہ ہوگا۔ اور چونکہ سر کا مسح وضوء کے فرائض و واجبات میں سے ہے۔ لہٰذا اس کا وضوء صحیح نہیں ہوگا۔ اُسے مصنوعی جوڑا یا وِگ اتار کر اپنے اصلی بالوں پر مسح کرنا ہوگا۔ (۹۶)

وِگ کے ساتھ غُسل کی صُورت

غسل کے سلسلہ میں مردوں کے لیے تو ضروری ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے بالوں والا ہو یا زلفوں والا اور چاہے اس نے مینڈھیاں رکھی ہوئی ہوں۔ بہر حال بالوں کو کھول

(۹۵) بحوالہ حجاب المرأة المسلمہ ص ۱۰۴، صحیح ابی داؤد حدیث (۳۴۰۱) صحیح الجامع حدیث (۶۱۴۹)،
ارواء الغلیل (۱۲۶۹) بحوالہ صحیح ابی داؤد ۲/۷۶۱۔
(۹۶) جدید فقہی مسائل ص ۲۹ بتصرف یسیر۔

www.KitaboSunnat.com

کر پورے بالوں کو بھی دھوئے گا۔ اور سر کو بھی۔ لہٰذا امردوں کو تو بہر صورت وِگ اتار کر ہی غسل کرنا ہو گا، تاکہ سر کے اصل بال اور سر کی کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔

عورتوں کا معاملہ اس سے کچھ مختلف ہے۔ کیونکہ انہیں غسل کی بعض صورتوں میں کچھ رعایت دی گئی ہے۔ ہدایہ، بدائع الصنائع اور قدوری وغیرہ میں اس کی رعایت کو مطلق ہی قرار دے دیا گیا ہے کہ غُسل چاہے کوئی بھی ہو، عورت کو اپنے سر کی چوٹی یا مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ صاحب ہدایہ وقدوری لکھتے ہیں:

(وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ أَنْ تَنْقُضَ ضَفَائِرَهَا فِي الْغُسْلِ إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ أُصُوْلَ الشَّعْرِ)(۹۷)

”غُسل کے دَوران اگر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے تو عورت کے لیے بالوں کی مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں ہے“

لیکن حقیقت یہ ہے کہ کتب فقہ میں مذکورہ اس اطلاق وتوسّع کو احادیث رسولِ اکرم ﷺ غسلِ جنابت کے ساتھ مقیّد کر دیتی ہیں۔ کیونکہ غسلِ حیض کے دَوران بالوں کو کھولنے کا حکم ثابت ہے۔ اور غسلِ نفاس کا حکم بھی غسلِ حیض والا ہی ہے۔ چنانچہ سُنن ابنِ ماجہ اور مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ حیض سے تھیں۔ اور جب غسل کا وقت آیا تو انہیں نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا:

(اُنْقُضِي شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِي)(۹۸)

”اپنے سر کے بالوں (مینڈھیوں وغیرہ) کو کھول دو اور غسل کرو“

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث کو علّامہ ابنِ حزمؒ

---

(۹۷) ہدایہ، والبدائع بحوالہ شرح قدوری: اللباب فی شرح الکتاب ۱/۱/۱۶۔
(۹۸) ابن ماجہ تحقیق محمد فؤاد عبدالباقی ۱/۲۱۰، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۷۹ طبع الدار السلفیہ: بمبئی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نے المجتبیٰ (۱/۲/۳۸) میں بھی روایت کیا ہے۔ اور اسے اپنانے کو واجب قرار دیا ہے۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث جس میں عورت کو غسلِ حیض وجنابت ہر دو میں ہی بال نہ کھولنے کا حکم ہے۔ اُسے ساقط الاعتبار قرار دیا ہے۔ اور ساقط ہونے کی وجوہات بھی ذکر کی ہیں۔ اور علامہ سندھی کے حاشیہ ابنِ ماجہ سے نقل کرتے ہوئے شیخ محمد فؤاد عبدالباقی نے لکھا ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی وہ حدیث جس میں نبی اکرم ﷺ نے غسلِ حیض کے لئے سر کے بالوں کو کھولنے کا حکم فرمایا۔ اس کی اصل صحیح بخاری و مسلم اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے" (۹۹)

چنانچہ صحیح بخاری میں امام صاحب موصوف نے کتاب الحیض میں جہاں اصل واقعہ ذکر کیا ہے۔ وہاں بَابُ نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ کے تحت روایت کیا ہے کہ غسلِ حیض کے لیے عورت کا بالوں کے کھولنے کا بیان و حکم کیا ہے؟ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے:

"اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ پر اپنے بالوں کو کھول کر غسل کرنا واجب ہے۔ حضرت حسن بصری، امام طاؤس اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ اور علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ البتہ امام احمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت نے بالوں کو کھولنا مستحب قرار دیا ہے۔ واجب نہیں کہا۔ اور جمہور کا مسلک بھی عدمِ وجوب کا ہی ہے" (۱۰۰)

امام مسلمؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ والی مذکورہ حدیث کتاب الحج میں روایت کی ہے۔ جس پر امام نووی رحمہ اللہ نے "بیانُ حجّ الحائض"

---

(۹۹) تحقیق سنن ابن ماجہ ۱/۲۱۰۔

(۱۰۰) فتح الباری بالاختصار ۱/۴۱۸، معالم السنن امام خطابی ۱/۲۶ اداراالمعرفہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ سے تبویب کی ہے۔ (۱۰۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حیض ونفاس کی صورت میں اصل بالوں کی چوٹیوں کو بھی کھولنے کا ہی حکم ہے تو مصنوعی جوڑے یا وِگ کو بھی اتارے بغیر غسل صحیح نہیں ہوگا۔ اور غسل کے وقت تو شاید اسے رکھتا بھی کوئی نہیں بلکہ اتار ہی لیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا اتارنا کوئی مشکل تو ہوتا نہیں۔ اصل مسئلہ وضوء کا تھا تو وہ الحمد للہ ذکر ہو گیا کہ وگ وغیرہ کو اتارے بغیر وضوء صحیح نہیں ہوتا۔

غسلِ جنابت میں عورتوں کو رخصت دی گئی ہے۔ کہ وہ بے شک بالوں کی چوٹیاں نہ کھولیں۔ چنانچہ صحیح مسلم، سنن اربعہ اور مسند احمد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! میں اپنے بالوں کو خوب مضبوطی سے گوندتی یا مینڈھیاں بناتی ہوں۔ کیا غسلِ جنابت کے لیے میں انہیں کھولا کروں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لاَ، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلاَثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ))(۱۰۲)

"نہیں تمہارے لیے بس اتنا کافی ہے کہ تین چلو پانی اپنے سر میں ڈال لو اور پھر سارے بدن پر پانی بہالو۔ تم پاک ہو جاؤ گی۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی ایک روایت میں جنابت کے ساتھ حیض کا لفظ بھی مروی ہے۔ جسے امام نوویؒ نے "ليس بشيء" کہا ہے۔ اس موضوع کی بعض دیگر تفصیلات المنہاج شرح صحیح مسلم امام نووی (۲/۴/۱۱-۱۲) المحلی لابن حزم (۱/۲/۳۸-۳۹) اور امام خطابیؒ کی معالم السنن پر تہذیب ابن قیم (جلد اول

(۱۰۱) انظر صحیح مسلم مع النووی ۴/۸/۱۳۸-۱۳۹۔

(۱۰۲) مسلم مع النووی ۲/۴/۱۱، الفتح الربانی ۲: ۱۳۵، مختصر سنن ابی داؤد للمنذری ۱/۱۶۶، صحیح الترمذی (۹۲) صحیح سنن النسائی (۲۳۵) ابن ماجہ (۶۰۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ۱۶۵ تا ۱۶۸) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

الغرض غسلِ جنابت کی صورت میں وگ نہ اتارنے کی تو گنجائش ہے۔ بشرطیکہ پانی اصل بالوں کی جڑوں تک پہنچ سکتا ہو اور سر خشک رہ جانے کا خدشہ نہ ہو۔ ویسے ایسی اشیاء کو اتارا ہی جاتا ہے کہ خراب نہ ہو جائیں۔ مگر مسئلہ اپنی جگہ موجود ہے۔

غسلِ حیض و جنابت میں فرق کی توجیہ

غسلِ حیض و جنابت میں جو یہ فرق کیا گیا ہے۔ اہلِ علم نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ حالتِ جنابت تو چونکہ بکثرت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کے لیے ہر مرتبہ سر کو کھولنا باعثِ مشقت ہے۔ جب کہ حیض تو ایک ماہ میں ایک ہی بار اور نفاس سالوں میں کبھی کبھار ہوتا ہے۔ لہٰذا ان میں چوٹی اور مینڈھیاں کھولنا تو کوئی باعثِ مشقت نہیں رہتا۔ (۱۰۳)

موزوں پر مسح

موسم سرما میں سردی سے بچنے کے لیے یا کسی بھی دوسری غرض سے جس شخص نے چمڑے کے موزے پہن رکھے ہوں اور پہنے بھی وضوء و طہارت کی حالت میں ہوں، تو اسے اجازت ہے کہ انہیں اتار کر پاؤں دھونے کی بجائے ان موزوں کے اوپر ہی گیلا ہاتھ پھیر کر مسح کر لے۔ کیونکہ یہ مسح نبی اکرم ﷺ سے صحیح احادیث میں ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم اور سنن اربعہ و مسند احمد میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا۔ اور پاؤں کے موزوں پر مسح کیا۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ ایسا کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

(نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ) (۱۰۴)

---

(۱۰۳) المغنی لابن قدامہ ۱/ ۲۲۶۔ تحقیق محمد خلیل ہراس ۱/ ۱، ۱، المحلی ۱/ ۱۹۷۔

(۱۰۴) حوالہ فتح الربانی ۲/ ۷۷، صحیح ابی داؤد حدیث (۱۴۰) صحیح الترمذی حدیث (۸۲،۸۱) صحیح النسائی (۱۱۴) ابن ماجہ (۵۴۳)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"ہاں میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے پیشاب کرنے کے بعد وضوء فرمایا۔ اور اپنے موزوں پر مسح کیا"۔

اس واقعہ وحدیث کے راوی حضرت جریر رضی اللہ عنہ چونکہ سورہ مائدہ کی آیتِ وضوء کے نازل ہو جانے کے بعد اسلام لائے تھے۔ اس لیے لوگ ان کی اس روایت کو بہت معتبر مانتے تھے۔ کیونکہ اس آیت کے ذریعے جن صحابہ کو مسح کے منسوخ ہو جانے کا گمان تھا وہ ان کی روایت سے دُور ہو گیا۔ کیونکہ وہ تو مشرف بہ اسلام ہی نزولِ آیتِ وضوء کے بعد ہوئے تھے۔ جب کہ آیت وضوء ۵ھ یا ۴ھ میں غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام ماہِ رمضان ۱۰ھ میں واقع ہوا تھا۔ (۱۰۵)

ایسے ہی صحیح بخاری، موطا امام مالک اور مسند احمد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

(أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ)(۱۰۶)

"آپ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے عظیم المرتبت والد امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں پوچھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نَعَمْ، إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ(۱۰۷)

"ہاں! جب تمہیں نبی اکرم ﷺ سے کوئی چیز سعد بیان کریں تو پھر اس کے بارے میں کسی دوسرے سے مت پوچھو"

(۱۰۵) الفتح الربانی وشرحہ بلوغ الامانی ۲/ ۵۷۔۵۸ ، اور فتح الباری جلد سات میں بھی جریر بن عبداللہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰۶) بخاری مع الفتح حدیث (۲۰۲) ، موطا مع شرحہ المسوی حدیث (۵۸)۔

(۱۰۷) بخاری مع الفتح ۱/ ۳۰۵ و الفتح الربانی ۲/ ۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى عِمَامَتِهِ وَخُفَّيْهِ)(۱۰۸)

''میں نے نبی اکرم ﷺ کو دستارِ مبارک اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے''

فتح الباری میں لکھا ہے:

,,حفّاظِ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ موزوں پر مسح کرنا تواتر سے ثابت ہے۔ ان میں سے بعض محدّثین کرام نے موزوں پر مسح کرنے کی مشروعیت بیان کرنے والے صحابہؓ کو شمار کیا تو ان کی تعداد اسّی (۸۰) سے بھی تجاوز کرگئی۔ جن میں اس دنیا میں ہوتے ہوئے ہی جنت کی خوشخبری پانے والے عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں،،

اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

(حَدَّثَنِي سَبْعُونَ مِنَ الصَّحَابَةِ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ) (۱۰۹)

''مجھے صحابہ کرامؓ میں سے ستّر (۷۰) حضرات نے موزوں پر مسح کرنے والی حدیث سنائی ہے''

جرابوں پر مسح اور احادیثِ رسول ﷺ

چمڑے کے موزوں کی طرح ہی اون، فوم، کاٹن یا نائیلون کی جرابوں پر مسح کرنا بھی جائز ہے۔ جس کا ثبوت ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ، مسند احمد، بیہقی اور ابنِ حبان میں صحیح سند سے مروی حدیث میں موجود ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(۱۰۸) بخاری مع الفتح ۱/ ۳۰۸۔ (۱۰۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ)(۱۱۰)

"نبی اکرم ﷺ نے وضوء کیا اور اپنی جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا"

محدثین کرام کے معیار صحت پر پوری اترنے والی اس حدیث کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں جرابوں پر مسح کی مشروعیت کا ذکر آیا ہے۔ اور ان میں سے بعض کی اسناد اور راویوں پر کچھ کلام بھی کیا گیا ہے۔ مگر ان میں سے بھی متکلم فیہا احادیث اکثر محدثین کرام کے نزدیک صحیح ہیں، ان روایات کی نصوص اور محدثین کے ان پر تبصرے نصب الرایہ تخریج احادیث الہدایہ امام زیلعی جلد اول ص ۱۸۴ تا ۱۸۶، عون المعبود شرح ابی داود للعلامہ شمس الحق عظیم آبادی جلد اول ص ۲۶۹۔۲۷۵ طبع مدنی، معالم السنن للخطابی جلد اول ص ۱۲۱، تہذیب السنن ابن القیم ۱۲۲۔۱۲۳، تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی للمبارکفوری جلد اول ص: ۳۳۰۔۳۳۳ طبع مدنی میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اور علامہ ابنِ قیم کی کتاب زاد المعاد کے محقق نے لکھا ہے:

"علامہ جمال الدین قاسمی نے جرابوں پر مسح کے موضوع پر ایک رسالہ لکھا۔ جس میں کئی صحیح وثابت احادیث جمع کیں۔ اور پھر علامہ احمد شاکر نے اس رسالہ کی تخریج کی تو کئی دیگر احادیث کا اس میں اضافہ بھی کیا ہے"(۱۱۱)

---

(۱۱۰) ابو داود مع العون ۱/۲۶۹، ترمذی مع التحفۃ ۱/۳۲۷، مسند احمد مرتب ۲/۷۱، وصححہ الالبانی فی الارواء ۱/۱۳۷۔۱۳۸، وتحقیق المشکوٰۃ ۱/۱۶۲، وتمام المنۃ ص ۱۱۳، ابن ماجہ (۵۵۹)، موارد الظمآن حدیث (۱۷۶) صحیح الترمذی حدیث (۸۶)۔

(۱۱۱) تحقیق زاد المعاد ۱/۱۹۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک جماعت سے جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں خود امام صاحب نے ان نو (۹) صحابہ کرام کی تفصیل یوں ذکر کی ہے:

۱۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ۔ ۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔

۳۔ براء بن عازبؓ۔ ۴۔ انس بن مالکؓ۔

۵۔ ابوامامہؓ۔ ۶۔ سہل بن سعدؓ۔

۷۔ عمرو بن حریثؓ۔ ۸۔ عمر بن خطابؓ۔

۹۔ ابن عباس رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمْ۔ (۱۱۲)

تہذیب السنن میں علامہ ابن قیمؒ نے ابن المنذر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ جرابوں پر مسح نبی اکرم ﷺ کے نو (۹) صحابہ سے مروی ہے۔

۱۔ حضرت علیؓ ۲۔ حضرت عمارؓ

۳۔ حضرت ابومسعود انصاریؓ ۴۔ حضرت انسؓ

۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ۶۔ حضرت براءؓ

۷۔ حضرت بلالؓ ۸۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ

۹۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ۔ (۱۱۳)

ان اٹھارہ صحابہ کرامؓ کے اسماءِ گرامی میں سے حضرت علی، انس، براء، اور سہل بن سعد رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کے نام مکرر آئے ہیں۔ تو گویا چودہ صحابہ سے جرابوں پر

(۱۱۲) سنن ابی داؤد مع العون ۱/۲۷۴۔۲۷۵۔

(۱۱۳) تہذیب السنن لابن قیم علی ہامش العون ۱/۲۷۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسح کی روایت ملتی ہے۔ جب کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ثوبان، اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضي الله عنهم سے مسح علی الجوربین کی مرفوع روایات آئی ہیں۔ لہٰذا ان کی تعداد سترہ ہوگئی۔ عون المعبود (۱/۲۷۴۔۲۷۵) تحفۃ الاحوذی (۱/۳۲۸۔۳۲۹) المحلی لابن حزم (۱/۲/۸۱۔۸۲۔۱۰۳) مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۸۸۔۱۸۹) مصنف عبدالرزاق (۱/۱۹۰، ۷۴۵، ۷۷۳، ۷۸۱، ۷۸۲) اور نصب الرایۃ زیلعی میں ان صحابہ کے آثار بھی منقول ہیں۔

اختصار کے پیشِ نظر ہم ان آثار کی نصوص اور ان کے ترجمہ سے صرفِ نظر کر رہے ہیں۔ البتہ ان کا خلاصہ یہی ہے کہ ان سب نے مختلف مواقع پر اپنی جرابوں پر مسح کیا جو جرابوں پر مسح کی مشروعیت کی دلیل ہے۔

آثارِ تابعین واقوالِ ائمہ رحمہم اللہ

جس طرح قدسی نفوس صحابہ کرام کی ایک جماعت جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کی قائل ہے۔ اُسی طرح ہی تابعین کرام کی بھی ایک جماعت اس کی قائل وفاعل ہے (۱۱۴)۔

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ جلد اوّل (ص ۱۸۹) اور علاّمہ ابن قیم کی اعلام الموقعین (۱/۷۵) پر جن تیرہ تابعین کے اسماء گرامی مذکور ہیں۔ ان میں

۱۔حسن بصری	۲۔سعید بن مسیب	۳۔ابن جریج
۴۔عطاء	۵۔ابراہیم نخعی	۶۔فضل بن وکیع
۷۔اعمش	۸۔قتادہ	۹۔خلاّص
۱۰۔سعید بن جبیر	۱۱۔نافع	۱۲۔سفیان ثوری

(۱۱۴) بحوالہ ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۲۰ شمارہ ۵۲ بابت ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱۴۔ ابوثور رحمہم اللہ جیسے اساطینِ علم شامل ہیں۔

ان حضرات کے اقوال وفتاویٰ بھی مذکورہ کتب میں منقول ہیں۔ جن کی نصوص وترجمہ سے اختصار کے پیشِ نظر صرفِ نظر کرتے ہیں۔ جب کہ جامع ترمذی میں امام صاحب فرماتے ہیں:

,,جرابوں پر مسح کے جواز کا قول کئی اہلِ علم کا ہے۔ اور حضرت سفیان ثوری، ابن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے،،(۱۱۵)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تہذیب السنن میں فرماتے ہیں:

,,جرابوں پر مسح کے جواز کا قول اکثر اہلِ علم کا ہے۔ اور جن صحابہ کے نام ذکر کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ امام احمد، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری، عطاء بن ابی رباح، حسن بصری، سعید بن میتب اور ابو یوسف قاضی رحمہم اللہ بھی جواز کے قائل تھے۔ اور جن صحابہؓ کے نام ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ان کا مخالف بھی دوسرا کوئی صحابی ہم نہیں جانتے،،(۱۱۶)

احناف کا مسلک

معالم السنن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دونوں شاگردانِ گرامی امام قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا مسلک یوں منقول ہے:

(یُمْسَحُ عَلَیْهِمَا إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ لَا يَشِفَّانِ)(۱۱۷)

''جرابوں پر مسح کیا جائے گا جب کہ وہ موٹی ہوں''

خاص فقہ حنفی کی کتاب قدوری میں ہے کہ امام ابو یوسف ومحمد کہتے ہیں:

(۱۱۵) ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ۱/۳۲۹۔

(۱۱۶) تہذیب لابن قیم علی ہامش عون المعبود ۱/۲۷۳۔۲۷۴ (۱۱۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ لَا يَشِفَّانِ الْمَاءَ)(۱۱۸)

''جرابوں پر مسح جائز ہے جب کہ وہ موٹی ہوں اور پانی کو (مسح کے وقت) چوس کر پاؤں تک نہ پہنچاتی ہوں''

خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ شروع میں جرابوں پر مسح کے قائل نہ تھے۔ مگر بعد میں انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔ اور صاحبین والا قول ہی اختیار فرما لیا تھا۔ چنانچہ قدوری کی شرح اللباب میں شیخ عبدالغنی غنیمی دمشقی میدانی لکھتے ہیں۔ ہدایہ کے حوالے سے تصحیح میں ہے:

(أَنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى)

''امام صاحب نے بھی صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتویٰ ہے''

حاصل کلام کے طور پر شرح الجامع المعروف قاضی خان سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر جرابیں موٹی ہوں مگر جوتے میں نہ ہوں تو امام صاحب کے نزدیک ان پر مسح جائز نہیں۔ صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ اور آگے ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ بیان کیا جاتا ہے:

(أَنَّ الْإِمَامَ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهِمَا فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ)(۱۱۹)

''امام صاحب نے اپنے اس مرض کے دوران جس سے پھر آپ جانبر نہ ہو سکے تھے۔ صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا''

(۱۱۸) قدوری مع شرح اللباب ۱/۱/۳۰ دار الکتاب۔ (۱۱۹) اللباب ۱/۱/۳۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ہدایہ میں لکھا ہے:

(وَقَالَا: يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ لَا يَشِفَّانِ لِمَا رُوِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ عَلَى جَوْرَبَيْهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى)(١٢٠)

"صاحبین کا کہنا ہے کہ جرابیں اگر موٹی ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے کیونکہ روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی دونوں جرابوں پر مسح کیا تھا۔ اور اسی بات پر (علمائے احناف کا) فتویٰ ہے"

ان الفاظ سے پہلے صاحب ہدایہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں۔ اور پھر تین ہی سطروں کے بعد ذکر کر دیا ہے کہ امام صاحب نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ کا رجوع

یہ جو ذکر ہو رہا ہے کہ صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے شاگردان رشید امام قاضی ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تو شروع سے ہی جرابوں پر مسح کے جواز کے قائل تھے۔ اور دلیل کے طور پر وہ نبی اکرم ﷺ کے عمل مبارک کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ اور بالآخر خود امام صاحب جو کہ پہلے جواز کے قائل نہیں تھے۔ وہ بھی صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر کے جواز کے قائل ہو گئے۔ ان کے اس رجوع کی تفصیل ہدایہ کے حاشیہ پر مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی نے ذکر کی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

"امام ابوحنیفہؒ نے اپنی آخری بیماری میں اپنے شاگردوں کے سامنے وضوء فرمایا جب کہ آپ نے جرابیں پہنی ہوئی تھیں۔ اس وقت آپ نے وضوء کر کے جرابوں پر مسح کیا۔ اور اپنے شاگردوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں

(١٢٠) ہدایہ ١/٣٢ طبع مجیبائی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے یہ عمل اس لیے کیا ہے کہ میں جرابوں پر مسح سے روکا کرتا تھا۔ مگر اب میری تحقیق یہ ہوئی ہے کہ جرابوں پر مسح نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ سنت رسول ﷺ ہے۔ اس لیے میں نے یہ عمل کر کے تمہیں بتایا ہے تاکہ تم عوام الناس اور علماء کو بتاؤ کہ ابوحنیفہؒ نے اپنے مسلک سے رجوع کرلیا ہے''

صرف جرابوں پر مسح کے مسئلے پر رجوع ہی نہیں بلکہ امام صاحب رحمۃ اللہ نے کثیر مسائل میں تحقیق کے بعد ان سے رجوع کیا تھا۔ اور یہی محققین کی شان ہے۔ اور یہی ہونا بھی چاہئے۔ کہ جب صحیح مسئلہ سامنے آ جائے تو اپنے پرانے عمل کو فوراً ترک کر دیا جائے جو کہ سنی سنائی پر بلا دلیل ہی تھا۔ اور از روئے دلیل صحیح کو اختیار کرلیا جائے۔ طبقات الحنفیہ ص ۹۲ تا ۱۰۰ پر شیخ عبدالقادر نے ذکر کیا ہے:

,,امام صاحب نے قاضی ابو یوسف کو ایسے چوبیس (۲۴) مسئلے تحریر کرائے جن میں اُنہوں نے اپنے سابقہ مسلک سے رجوع کیا تھا۔ اور قاضی ابو یوسف کو یہ تاکید فرمائی کہ یہ مسائل اور ان میں رجوع علماء کو بھی بتا دینا، اور عوام تک بھی پہنچا دینا تاکہ کہیں میری وجہ سے لوگ سنت رسول ﷺ کو ترک نہ کرتے رہیں اس لئے کہ نعمان غلطی کرسکتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ غلطی نہیں کر سکتے۔ آپ پیغمبر اور معصوم ہیں۔ اور نعمان بن ثابت نہ پیغمبر ہے نہ معصوم۔ اور یاد رکھنا کہ جب میرا کوئی قول حدیثِ رسول ﷺ کے خلاف پاؤ تو میرے قول کو دیوار پر مار دو۔ اور حدیث رسول ﷺ کو سینے سے لگالو،،

اس طرح امام صاحبؒ نے اپنے آپ کو بَری الذمہ کرلیا۔ جو ان کی تواضع کے ساتھ ساتھ رفعت و بلند مقامی کا ثبوت ہے۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ (۱۲۱)

معالم السنن خطابی (۱۲۱/۱) عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ (بحوالہ تحفۃ

(۱۲۱) ۱۲۲ ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۲۰ شمارہ ۵۲ بابت ماہ ۲۹ جمادی الاول ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاحوذی ۱/۳۳۵) اور رد المحتار حاشیہ درّ مختار (۱/ ۲۷۸) میں بھی فقہاء احناف کا فتویٰ یہی مذکور ہے کہ جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

لفظ جراب کی لغوی تحقیق

جراب ایک معروف چیز ہے۔ لیکن بعض لوگ بلا وجہ اسے ایسے معنوں میں لینے لگتے ہیں کہ جسے تشدد و غلو کہا جا سکتا ہے۔ جیسے کوئی کہہ دیتا ہے کہ جراب سے چمڑے کی جرابیں مراد ہیں۔ حالانکہ ان کے لیے تو حدیث شریف حتیٰ کہ بخاری و مسلم میں ''خُفَّین'' کا لفظ موجود ہے۔ لہذا جراب سے چمڑے کی جرابیں مراد لینا لغت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ لہذا اس لفظ کی تھوڑی سی لغوی تحقیق کریں تاکہ اصل حقیقت تک پہنچا جا سکے۔

چنانچہ عربی کی درمیانی مگر معروف و متداول ڈکشنری ,,المنجد،، کے ص ۸۴ پر، اور قاموس المحیط فیروز آبادی جلد اوّل ص: ۴۷ جزء اوّل پر لکھا ہے:

(اَلْجَوْرَبُ: لَفَافَةُ الرِّجْلِ)

''جراب پاؤں کا لفافہ یعنی پاؤں کو لپیٹنے کے لیے ہوتی ہے''

علّامہ لغت احمد رضا دمشقی معجم متن اللغۃ نامی پانچ ضخیم جلدوں پر مشتمل ڈکشنری کی جلد اوّل (ص ۴۹۹، ۵۰۰) پر لکھتے ہیں:

''جورب پاؤں پر لپیٹے جانے والے لفافہ کو کہتے ہیں۔ اور یہ اصل فارسی لفظ ,,گورپا،، سے معرب ہے جس کا معنیٰ ہے [پاؤں کی قبر]''

پندرہ جلدوں پر مشتمل لسان العرب لابن منظور جلد اوّل (ص ۲۶۳) پر لکھا ہے:

(اَلْجِرَابُ وِعَاءٌ مَعْرُوْفٌ) ''جراب ایک معروف ظرف ہے''

صاحب عون المعبود اور تحفۃ الاحوذی نے امام سیوطیؒ اور امام ابوبکر ابن العربیؒ سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا ہے:

(اَلْجَوْرَبُ غِشَاوَۃٌ لِلْقَدَمِ مِنْ صُوْفٍ یُتَّخَذُ لِلدِّفْءِ وَھُوَ التَّخَیْنُ)(۱۲۲)

''جراب پاؤں پر چڑھانے کا ایک پردہ ہوتا ہے جو پاؤں کو گرم رکھنے کے لیے اُون کا بنایا جاتا ہے، اور موٹا ہوتا ہے''

علاّمہ عینی حنفیؒ کہتے ہیں:

''جراب ملکِ شام کے سرد ترین علاقوں میں پاؤں میں ٹخنوں سے اُوپر تک پہنی جاتی ہے۔ اور وہ دھاگہ یا اون سے تیار شدہ ہوتی ہے'' (۱۲۳)

کبار علماءِ احناف میں سے علاّمہ عینیؒ نے ''جورب'' کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

'' ''جورب'' وہ ہے کہ شامی ممالک میں سخت سردی کے وقت پہنی جاتی ہے۔ اور اون کی بنی ہوتی ہے۔ اور پاؤں سمیت ٹخنوں کے اُوپر تک ہوتی ہے''۔ (۱۲۴)

تاج العروس زبیدی میں بھی ''جورب'' کو پاؤں کا لفافہ اور اصل فارسی ,,گورِپا،، ہی لکھا ہے۔ اور امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جوربین اور نعلین میں فرق یہ ہے کہ جوربین اون اور نعلین چمڑے سے بنی ہوئی ہوتی ہیں: مجد الدین فیروز آبادی کی قاموس المحیط میں جورب کی تعریف عام ہے جو چمڑے، اون، بال اور دھاگے سے بنی ہر جراب کو شامل ہے۔ (۱۲۵)

اس ساری لغوی تحقیق وتشریح سے معلوم ہوا کہ ''جورب'' میں ہر طرح کی جرابیں آجاتی ہیں، وہ چمڑے کی ہوں، ریشم کی، اون کی، دھاگے کی، بالوں کی، یا

(۱۲۲) عون المعبود ۱/ ۲۶۹ ۔ تحفۃ الاحوذی ۱/ ۳۳۴۔
(۱۲۳) بحوالہ ہفت روزہ اہل حدیث جلد ۲۰ شمارہ ۵۱ بابت ۲۲ جمادی الاوّل ۱۴۱۰ھ بمطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۸۹ء۔
(۱۲۴) عون المعبود ۱/ ۲۷۰ وتحفۃ الاحوذی ۱/ ۳۳۴۔ (۱۲۵) حوالہ جات سابقہ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نائیلون کی اور ہر اس جراب پر مسح جائز ہے جو صحیح و سالم اور موٹی ہو۔ لیکن اگر وہ صحیح سالم تو ہو مگر اتنی باریک ہو کہ اس سے پاؤں نظر آتا ہو تو وہ مسح کے قابل نہیں ہوتی۔ ہاں اگر اس میں کہیں معمولی سا سوراخ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ فقہاء کی کتب میں مذکور ہے۔

مسح کی شرط

جبیرہ، پلاسٹر اور پٹی کے ضمن میں یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ ان پر مسح اور موزوں یا جرابوں پر مسح میں کن کن پہلوؤں میں فرق ہے۔ لہذا یہاں اس تفصیل کو دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ اور وہیں شرائط مسح بھی ذکر ہوئی تھیں۔

لیکن یہاں صرف ایک ہی شرط قابلِ ذکر ہے۔ اور وہ ہے طہارت و وضو کہ موزوں یا جرابوں پر مسح صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب انہیں باوضو ہونے کی حالت میں پہنا گیا ہو۔ کیونکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران میں نبی اکرم ﷺ کی معیت میں تھا۔ آپ ﷺ وضو فرمانے لگے تو میں برتن سے پانی ڈال رہا تھا۔ آپ ﷺ نے جب چہرہ اقدس اور بازوؤں کو دھو لیا اور سر اقدس کا مسح کر لیا تو میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں۔ لیکن آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا)(۱۲۶)

"انہیں رہنے دو کیونکہ میں نے طہارت کی حالت میں پہنے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ان پر مسح کر لیا"

(۱۲۶) بخاری مع الفتح ۱/۳۰۹، مسلم مع النووی ۳/۱۷۰، المنتقی ۱/۱/۱۸۰، صحیح ابی داؤد (۱۳۷)، صحیح الترمذی حدیث (۸۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقامِ مسح

موزوں یا جرابوں پر جو مسح ہے وہ بظاہر تو پاؤں کی نچلی جانب چاہیئے مگر مسنون یہ ہے کہ پاؤں کے تلووں کی بجائے ان کے اوپر والے حصے پر مسح کر لیا جائے۔ کیونکہ ابوداؤد و دارقطنی، مسند احمد و بیہقی، دارمی اور محلّی ابن حزم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ (۱۲۷)

"اگر دین کا تعلق و بنیاد عقل و قیاس پر ہوتی تو موزوں کے نیچے مسح کرنا ان کے اُوپر مسح کرنے سے اولیٰ تھا۔ جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ موزوں کے اُوپر مسح کرتے تھے"

کیفیتِ مسح

مسح کرنے کا طریقہ و کیفیت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں متعدد احادیث ہیں۔ لیکن وہ بھی متکلّم فیہ ہیں۔ لیکن ان کا مجموعی مفاد یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی گیلی انگلیاں کھول کر دائیں پاؤں کے موزے یا جراب کے اوپر پاؤں کی انگلیوں والی جگہ سے لے کر ان کے پنڈلی پر چڑھنے والے حصہ تک اس طرح لے جائیں کہ گویا خط کھینچا جا رہا ہے یا کوئی لکیریں بنا رہا ہے۔ اس طرح بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے بائیں پاؤں کی انگلیوں سے لے کر پنڈلیوں کے شروع والی جگہ تک مسح کریں۔ (۱۲۸)

(۱۲۷) صحیح الحافظ فی التلخیص ۱/۱/۱۶۰ والالبانی فی الارواء ۱/۱۴۰ وتحقیق المشکاۃ ۱/۱۵/۹۳۔

(۱۲۸) نیل السلام ۱/۱/۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن چونکہ یہ روایات متکلم فیہ ہیں۔لہذا اس کیفیت کا التزام واجب نہیں بلکہ کسی بھی طرح مسح کر لیں۔مسح ہو جائے گا۔البتہ مذکورہ طریقہ اختیار کرنا ہی اولیٰ ہے۔

ان ضعیف اور نا قابلِ استدلال روایات میں سے ایک سُنن کبریٰ بیہقی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔جس میں وہ بیان کرتے ہیں:

(أَنَّهُ ﷺ مَسَحَ عَلَىٰ خُفَّيْهِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى خُفِّهِ الْأَيْسَرِ ثُمَّ مَسَحَ أَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً كَأَنِّي أَنْظُرُ أَصَابِعَهُ عَلَى الْخُفَّيْنِ)

"آپ ﷺ نے اپنے دائیں موزے پر اپنا دایاں ہاتھ اور بائیں موزے پر اپنا بایاں ہاتھ رکھا۔پھر آپ ﷺ نے دونوں موزوں کے اُوپر صرف ایک بار مسح کیا۔اور میں گویا کہ موزوں پر آپ کی انگلیاں دیکھ رہا ہوں"

لیکن اس روایت کو محدّثین میں سے امیر صنعانی نے منقطع قرار دیا ہے۔اور اس موضوع کی دوسری روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔جس میں وہ بیان فرماتے ہیں:

(أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى ظَهْرِ الْخُفِّ خُطُوْطًا بِالْأَصَابِعِ)

"انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو موزے کے اوپر مسح کرتے دیکھا کہ گویا آپ ﷺ انگلیوں سے لکیریں لگا رہے ہیں"

امام نووی رحمۃ اللہ نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور اسی سِلسلہ کی ایک تیسری روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں وہ بیان فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(أَنَّهُ ﷺ أَرَى بَعْضَ مَنْ عَلَّمَهُ الْمَسْحَ أَنْ يَمْسَحَ بِيَدِهِ مِنْ مُقَدَّمِ الْخُفَّيْنِ إِلَى أَصْلِ السَّاقِ مَرَّةً وَفَرَّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ)

"آپ ﷺ نے کسی شخص کو مسح کا طریقہ سکھلاتے ہوئے دکھایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے موزے کے اگلے حصے سے لے کر پنڈلی شروع ہونے کی جگہ تک ایک مرتبہ مسح کرے۔ اور آپ ﷺ نے یہ دکھلاتے ہوئے اپنی انگلیوں کو کھول کر ایک دوسرے سے الگ رکھا"

لیکن اس روایت کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ نے سخت ضعیف کہا ہے۔ (۱۲۹)

یہ تینوں روایات ہم نے محض تنبیہ کے لیے ذکر کر دی ہیں۔ ورنہ ان میں سے کوئی ایک بھی قابلِ استدلال نہیں۔ اور نہ ہی کیفیت و کمیت کے بارے میں دوسری کوئی روایت ہے۔ جس پر اعتماد کیا جا سکے۔ لہٰذا امیر یمانی کے بقول اگر کوئی شخص اپنے موزے (یا جراب) پر اس طرح ہاتھ پھیر لے جسے لغوی اعتبار سے مسح کرنا کہا جا سکتا ہو تو وہ کفایت کر جائے گا وہ کسی طرح بھی کر لے۔ (۱۳۰)

توقیتِ مسح

اب رہی یہ بات کہ جب وضوء کر کے موزے یا جرابیں پہن لی جائیں تو کتنے عرصہ کے لیے ان پر مسح کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں دس سے زیادہ صحابہ ؓ سے متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ مقیم کے لئے ایک دن رات یعنی چوبیس ۲۴ گھنٹے اور مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں یعنی بہتر (۷۲) گھنٹے تک ان موزوں یا جرابوں پر مسح کر لینے کی گنجائش ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم، نسائی، ابن ماجہ، صحیح ابنِ حبان اور مسند احمد میں شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر

(۱۲۹) سبل السلام ۱/۱/۵۹، تلخیص الحبیر ۱/۱/۱۶۰-۱۶۱۔ (۱۳۰) سبل السلام ۱/۸۹ طبع مکتبہ عاطف۔ ازہر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ اور موزوں پر مسح کی مدت کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ تم ابن ابی طالب یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جاؤ۔ اور ان سے جا کر پوچھو، کیونکہ وہ سفر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس بات کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ میں ان کے پاس گیا اور ان سے مسح کی مدت کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے بتایا:

(جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْماً وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ)(۱۳۱)

”رسول اللہ ﷺ نے (موزوں یا جرابوں پر) مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں۔ اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی ہے“

اسی طرح ترمذی ونسائی، ابنِ ماجہ وابنِ خزیمہ، ابنِ حبان، دارقطنی، مسند احمد وشافعی اور بیہقی میں ایک حدیث ہے۔ جسے امام ترمذی، ابن خزیمہ اور خطابی نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام بخاریؒ نے اسے اس موضوع کی صحیح ترین حدیث قرار دیا ہے۔ جس میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ)(۱۳۲)

”نبی اکرم ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم سفر میں ہوں تو بول و براز اور نیند سے وضوء ٹوٹنے کی صورت میں تین دن اور تین راتوں تک اپنے موزے نہ اتاریں۔ ہاں جنابت ہو جائے تو اتارنے ضروری ہیں“

(۱۳۱) صحیح مسلم مع النووی ۲/۳/۱۷۶، مشکوۃ مع المرعاۃ ۱/۵۷۵، صحیح نسائی حدیث (۱۲۴) ابن ماجہ حدیث (۵۵۲)۔

(۱۳۲) مشکوۃ مع المرعاۃ ۱/۱۷۹-۱۸۰، سبل السلام ۱/۱/۵۹، والمنتقی مع النیل ۱/۱/۱۸۱، صحیح الترمذی حدیث (۸۴)، صحیح النسائی حدیث (۱۲۲) ابن ماجہ حدیث (۴۷۸) موارد الظمآن حدیث (۱۷۹)۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں حکم فرمانے کے الفاظ سے محسوس ہوتا ہے کہ مسح واجب ہونا چاہیے لیکن اجماع نے اس وجوب کو اباحت وندب میں بدل دیا ہے۔ (۱۳۳)

مسح واجب نہیں، بلکہ محض ایک رخصت ہونے کا پتہ ایک دوسری حدیث سے بھی چلتا ہے۔ جو ابنِ خزیمہ، دار قطنی، ابنِ حبان، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند شافعی، اور سُنن بیہقی میں ہے۔ جسے المجد ابنِ تیمیہ اور شوکانیؒ کے بقول امام خطابیؒ، شافعیؒ اور ابنِ خزیمہؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

(أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوماً وَلَيْلَةً إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا)(۱۳۴)

”آپ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین راتیں اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کے لیے موزوں پر مسح کی رخصت دی۔ جب کہ اس نے وضوء کر کے موزے پہنے ہوں“

مسح کی مُدّت کا آغاز کب سے؟

مسح کے متعلق ایک بات یہ بھی ہے کہ مسح کی مُدّت جو ایک دن مقیم کے لیے اور تین دن مسافر کے لیے ہے۔ اس کی ابتداء کب سے شمار کی جائے گی؟ تاکہ چوبیس (۲۴) گھنٹے یا بہتر (۷۲) گھنٹے کا شمار کیا جا سکے۔ علاّمہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری نے المرعاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے:

”کثیر علماء کا قول یہ ہے کہ موزوں پر مسح کی مدت کی ابتداء موزے پہننے کے بعد جب وضوء ٹوٹے تو اس وقت سے ہوگی نہ کہ وضو کرنے یا مسح کرنے کے

(۱۳۳) سبل السلام والمرعاۃ ایضاً۔

(۱۳۴) مشکوٰۃ ۱/۵۷۸،۵۷۹، بلوغ المرام مع السبل ۱/۱/۱۲۱، المنتقی مع النیل ۱/۱/۱۸۲، فتح الباری ۱/۳۱۰، موارد (۱۸۴)۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وقت سے اور نہ ہی موزے پہننے کے وقت سے،،

اور امام احمدؒ سے منقول ہے:

,,موزے پہننے کے وقت سے ابتداء شمار ہوگی،،۔(۱۳۵)

المنہاج شرح صحیح مسلم ابن الحجاج میں امام نووی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے:

,,امام شافعیؒ اور کثیر اہلِ علم کا مذہب یہ ہے کہ اس مدت کی ابتداء موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹنے کے وقت سے ہے۔ موزے پہننے سے نہیں اور نہ ہی ان پر مسح کرنے سے،،۔(۱۳۶)

صحیح مسلم اور دیگر کتب میں مذکور حدیثِ علی رضی اللہ عنہ سے اور اسی مفہوم کی دوسری احادیث کے ظاہری معنیٰ سے شیخ محمد ناصر الدین البانی نے یہ اخذ کیا ہے:

,,ابتداء مدت کا اعتبار (پہلی مرتبہ) مسح کرنے سے ہوگا نہ کہ مسح کرنے کے بعد وضو ٹوٹنے کے وقت سے۔ اور ان کے بقول امام نووی رحمۃ اللہ نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔ اگرچہ ان کے مذہب کے یہ خلاف ہے" (۱۳۷)

محققین علماء کی شان ہی یہ رہی ہے کہ جس بات کو قرآن و سنت کی رو سے صحیح تر سمجھیں وہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔ اگرچہ ان کا فقہی مذہب، حتیٰ کہ امامِ مذہب اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ امام نووی کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب شرح مسلم میں اختصار سے امام شافعیؒ اور کثیر علماء کے حوالہ سے بیان کر دیا کہ وضوء کر کے موزے پہن لینے کے بعد جب وضوء ٹوٹے تو اس وقت سے مسح کی مدت کا آغاز ہوگا۔ اس وقت سے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات مسح کر سکے گا۔ اسے مثال سے یوں سمجھ لیں کہ ایک نمازی نے ظہر کے وقت وضوء کیا اور موزے یا جرابیں پہن لیں۔ عشاء تک اس کا وضو بحال رہا۔ اور عشاء کے بعد مثلاً نو

(۱۳۵) المرعاۃ ۱/۵۷۵۔ (۱۳۶) شرح مسلم للنووی ۲/۳/۱۷۶۔ (۱۳۷) تحقیق المشکاۃ ۱/۱۲۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجے اس کا وضوء ٹوٹ گیا۔اب اُسے اجازت ہے کہ اگلی رات کے نو بجے تک وہ جتنی مرتبہ اور جس غرض کے لیے وضوء کرے اُسے پاؤں سے موزے اور جرابیں اتارنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ ان پر مسح کرسکتا ہے۔اور اگر وہ اس سے پہلے جب موزے اتار کر پورا وضوء کرنا اور پاؤں دھونا چاہے تو اسے اختیار ہے۔

امام نووی رحمہٗ اللہ کے بقول یہ امام شافعی، ابوحنیفہ، ان کے اصحاب، سفیان اور جمہور اہلِ علم رحمہم اللہ کا مسلک ہے۔اور امام احمدؒ سے صحیح تر روایت کے مطابق یہی مروی ہے۔اور امام داؤدؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ان کا استدلال تو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے اضافی الفاظ ,,مِنَ الْحَدَثِ إِلَى الْحَدَثِ،، سے ہے۔لیکن یہ اضافہ ثابت نہیں۔بلکہ خود امام نووی رحمہٗ اللہ نے الفروع شرح المہذب میں اسے ,,غریب،، قرار دیا ہے۔یا پھر ان کا استدلال قیاس سے ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہٗ اللہ کا کہنا ہے کہ مسح کی مدت کا آغاز موزے پہننے سے ہی ہو جائے گا۔مثلاً ایک شخص نے دوپہر نمازِ ظہر کے لیے وضوء کر کے موزے پہن لیے۔موزے پہننے کے ساتھ ہی آغازِ مدت شمار کیا جائے گا۔اور آیندہ ظہر تک مقیم کے لیے اور تیسرے دِن کی ظہر تک مسافر کے لیے مسح کی گنجائش ہوگی۔گویا مقیم روزانہ ظہر کے وقت وضو کر کے موزے پہن لیا کرے۔اور اگر درمیان میں اتارے نہیں تو چوبیس (۲۴) گھنٹے تک۔اسی طرح مسافر بہتر (۷۲) گھنٹے تک مسح کرسکتا ہے۔

اور مسح کی مدت کے آغاز کے سلسلہ میں ایک تیسرا قول امام اوزاعی اور ابوثور رحمہما اللہ کا ہے اور ایک روایت میں امام احمدؒ اور داؤدؒ کا بھی یہی قول ہے۔اور حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہوا ہے کہ مدتِ مسح کی ابتداء اس مسح سے ہوگی جو موزے پہننے کے بعد وضوء ٹوٹنے پر دوبارہ وضوء کرتے وقت کیا جائے گا۔مثلاً ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص نے ظہر کے وقت وضوء کیا۔ اور عشاء تک اسی وضوء سے نمازیں ادا کرتا رہا۔ عشاء کے بعد اس کا وضوء ٹوٹ گیا۔ پھر صبح نمازِ فجر کے لیے وہ اٹھا اور وضوء کیا۔ اور پاؤں پر مسح کیا اب اس مسح کے وقت سے لے کر مقیم کے لیے چوبیس (۲۴) گھنٹے اور مسافر لیے بہتر (۷۲) گھنٹے مسح کر لینے کی رخصت ہے۔

ان حضرات کا استدلال صحیح مسلم اور دیگر کتب والی ان صحیح احادیث کے ظاہری مفہوم سے ہے۔ جن میں مقیم کو ایک دن اور ایک رات اور مسافر کو تین دن اور تین راتیں مسح کی گنجائش دی گئی ہے۔ اور اس گنجائش سے تین دن اور تین راتیں یا ایک دن اور ایک رات کا پوری طرح استفادہ صرف ایک اسی صورت میں کیا جا سکتا ہے کہ مدتِ مسح کا شمار پہلے مسح سے کیا جائے۔ مثلاً ایک آدمی نے نمازِ ظہر کے لیے وضو کیا اور موزے پہن لئے، نماز عشاء تک اس کا وضوء بحال رہا اور پھر وضوء ٹوٹ گیا۔ صبح فجر کے لیے اس نے وضو کیا اور مسح کیا۔ اب اگر مسح کی مدّت کا آغاز وضوء ٹوٹ جانے سے شمار کیا جائے تو اس طرح اُسے صرف دن کے وقت یا دن اور نمازِ عشاء تک مسح کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ عشاء کے بعد اور تہجد کے لیے اگر وہ اُٹھے تو اسے مسح کا اختیار نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس شکل میں عشاء کے بعد وضوء ٹوٹ جانے سے مسح کا اختیار صرف اسی وقت تک رہ گیا ہے۔ جب کہ صحیح احادیث اُسے پورا دن اور پوری رات مسح کا اختیار دے رہی ہیں۔ اور یہ صرف اسی شکل میں ممکن ہے، جب مدتِ مسح کا آغاز پہلے مسح سے شمار کیا جائے نہ کہ لبس یا حدث یعنی موزے پہننے یا وضوء ٹوٹنے سے۔ اس مسلک کے بارے میں امام نوویؒ لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(وَهُوَ الْمُخْتَارُ الرَّاجِحُ دَلِيْلاً وَاخْتَارَهُ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَحُكِيَ نَحْوُهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)(۱۳۸)

''دلیل کی رو سے یہی مختار اور راجح مسلک ہے۔ اور امام ابن المنذر رنے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے۔ اور اسی طرح ہی حضرت عمر فاروقؓ سے بھی منقول ہے''

یہ تو ایک علمی بحث اور اس کی تفصیلات تھیں۔ ویسے اگر مطلقاً روزانہ ظہر کے وقت پورا وضوء کرلیا جائے تو مقیم کو اس کی گنجائش ہے۔ باقی اوقات میں پاؤں کے موزوں یا جرابوں پر مسح کرتا رہے۔ اور مسافر تین راتیں اور تین دن کرلے۔ یہ موٹا سا حساب ہے اور جواز کی حدود کے اندر بھی۔ اور اگر باریکیوں کو ہی اختیار کرنا ہو تو وہ بھی ہم نے ذکر کردی ہیں۔ اَللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

یہاں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ مسح کی گنجائش حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ موزوں یا جرابوں کو اتارے نہیں بلکہ مسلسل پہنے رہے۔ یہ نہیں کہ جب چاہے پہن لے اور مسح کرلے۔ کیونکہ فتح الباری میں ,,فائدہ،، کے تحت حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے لکھا ہے:

,,اگر مسح کرنے کے بعد مسح کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی کسی نے اپنے موزے اتار لیے تو امام احمد واسحاق اور دوسرے توقیت کے قائل ائمہ کے نزدیک اسے دوبارہ وضوء کرنا پڑے گا۔ جب کہ فقہاء کوفہ امام مزنیؒ اور ابو ثور کے نزدیک صرف دونوں پاؤں ہی دھولے۔ اور امام مالک ولیث کا بھی یہی قول ہے جب کہ حضرت حسن بصری، ابن ابی لیلی اور علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اس کے لیے پاؤں دھونا بھی ضروری نہیں۔ امام ابنِ تیمیہؒ اور شیخ البانی نے اسی کی تائید کی ہے،، (۱۳۹)

(۱۳۸) الفروع شرح المھذب ۱/۵۲۵ طبع قاہرہ۔ (۱۳۹) تمام المنۃ ص ۱۱۴۔۱۱۵۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے اس شخص پر قیاس کیا ہے جس نے سر کا مسح کیا۔ پھر منڈوا ڈالا تو اس کے لیے دوبارہ سر کا مسح کرنا واجب نہیں۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس قیاس کو محلِ نظر قرار دیا ہے۔ اور شیخ ابن باز کی نگرانی میں جو تحقیق و تصحیح ہوئی ہے۔ اس میں حافظ ابنِ حجر کے اس تبصرہ کی تائید کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ اسے سر کے مسح پر قیاس کرنا اس لیے محلِ نظر ہے کہ سر اصل ہے جس پر مسح کیا جائے گا۔ بال چاہے ہوں یا نہ ہوں۔ جب کہ موزوں پر مسح پاؤں کو دھونے کے عوض میں ہے۔ لہذا یہ دونوں امور الگ الگ ہوئے۔ اسی بنا پر راجح قول یہی ہے کہ اگر کوئی شخص موزے اتار دے تو اس کا وضوء باطل ہو گیا۔ اور اب صرف پاؤں کا دھو لینا بھی کافی نہیں۔

کیونکہ اسطرح موالات یا وہ تسلسل فوت ہو جاتا ہے۔ جو اعضائے وضوء کو دھونے میں ضروری ہے۔ (۱۴۰)

نواقضِ مسح: یہاں یہ بھی یاد رہے کہ نواقضِ مسح بھی وہی ہیں جو نواقضِ وضوء ہیں۔ یعنی جب وضوء ٹوٹا تو ساتھ ہی مسح بھی ٹوٹ گیا۔ نیا وضوء کریں تو نئے سرے سے ہی مسح بھی کریں۔

(۱۴۰) فتح الباری و تعلیق ۱/۳۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موالات یا تسلسل

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں موالات یا تسلسل کی کچھ وضاحت کر دی جائے۔ چنانچہ یہ بات تو ویسے ہی معروف و مروّج ہے کہ جب کوئی مرد یا عورت وضوء کرنے لگے تو ہاتھ دھونے سے لے کر پاؤں دھونے تک مسلسل ہی وضوء کیا جاتا ہے۔ اور ایسا نہیں ہوتا کہ ہاتھ منہ دھویا۔ اور پھر کسی کام لگ گئے اور پھر آ کر بازو دھوئے سر کا مسح کیا، اور قدم دھو لیے۔ ایسا عموماً ہرگز نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ہو ہی جائے۔ مثلاً ایک آدمی وضوء کر رہا تھا۔ اور صرف پاؤں دھونے باقی تھے کہ کسی نے آواز دے کر متوجہ کر لیا۔ اور اس کی باتیں یا گفتگو ایسی تھی کہ اُسے وضو کا سلسلہ ترک کر کے ہمہ تن گوش ہو کر اُسے سننا پڑا۔ اور جب تک اس کی بات مکمل ہوئی اس شخص کے وہ اعضائے وضوء جو اس نے دھو لیے تھے وہ سب خشک ہو چکے تھے۔ اب جب یہ دوبارہ وضوء کرنے لگے تو اسے صرف پاؤں دھو لینے پر ہی اکتفاء نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ازسرِ نو وضوء کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اعضاء کو دھونے میں جس موالات یا تسلسل کی ضرورت تھی۔ وہ برابر قائم نہیں رہ سکا۔

ایسے ہی گھر میں ہوتے ہوئے، کسی عورت سے یہ واقعہ پیش آ سکتا ہے یا اس سے ملتی جلتی کوئی دوسری صورت رُونما ہو سکتی ہے۔ مثلاً وہ وضو کر رہی ہو اور صرف پاؤں دھونے باقی ہوں کہ بچّے کے رونے اور گر جانے کے خدشہ سے وہ فوراً بچے کے پاس آ گئی۔ اُسے بہلانے میں اتنا وقت لگ گیا کہ اعضائے وضوء سے وضوء کے آثار تک ختم ہو گئے۔ اب جب وہ وضوء کرنے لگے تو اُسے ازسرِ نو وضوء کرنا ہو گا۔ کیونکہ اس سے مطلوبہ تسلسل قائم نہیں رہ سکا۔

صحتِ وضوء کے لیے اس موالات یا تسلسل کو شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور تسلسل کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرط ہونے پر ایک حدیث سے استدلال کیا گیا ہے جو کہ ابوداؤد و مسند احمد اور مستدرک حاکم میں خالد بن معدان سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہؓ کا بیان ہے:

(أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلاً يُصَلِّي وَفِي ظَهْرِ قَدَمِهِ لُمْعَةٌ قَدْرَ الدِّرْهَمِ لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوْءَ)

''نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو نماز ادا کر رہا تھا اور اس کے پاؤں پر ایک درہم کے برابر جگہ خشک رہ جانے کی وجہ سے چمک رہی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ وہ وضوء دوبارہ کرے''

اور ابوداؤد میں تو ہے:

(فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوْءَ وَالصَّلوٰةَ)(۱۴۱)

''آپ ﷺ نے تو اُسے وضوء دُہرانے اور نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم فرمایا'' (۱۴۲)

اس حدیث کی ایک شاہد بھی ہے جو ابوداؤد و ابنِ ماجہ، ابن خزیمہ، ابوعوانہ، دارقطنی، بیہقی اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ عَلَى قَدَمِهِ مِثْلَ مَوْضِعِ الظُّفُرِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَكَ)(۱۴۳)

''ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا جو وضوء کر چکا تھا مگر اس کے پاؤں پر ناخن برابر جگہ خشک چھوٹ گئی تھی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے فرمایا: لوٹ جاؤ اور اچھی طرح وضوء کر کے آؤ''

---

(۱۴۱) صحیح ابی داؤد حدیث (۱۶۱)۔

(۱۴۲) ارواء الغلیل ۱/۲۶۔۱۲۷ و صحیح المنتقی مع النیل ۱/۱/۳۰۵۔۳۰۶۔

(۱۴۳) الارواء ۱/۱۲۷ و صحیح نیل الاوطار ۱/۱/۲۰۶، المنتقی ۱/۱/۳۰۰ صحیح ابی داؤد حدیث (۱۵۸) ابن ماجہ (۶۶۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کی شاہد ہی ایک تیسری حدیث بھی ہے جو صحیح مسلم، صحیح ابن ابی عوانہ، سنن ابنِ ماجہ اور مسند احمد میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور اس کا مفہوم بھی یہی مذکورہ حدیث والا ہی ہے۔ (۱۴۴)

اِن احادیث کے پیشِ نظر یہ تو واضح بات ہے کہ اگر اعضائے وضوء میں سے کوئی خشک رہ جائے تو دوبارہ از سرِ نو وضوء کیا جائے۔ اور اگر اس وضوء سے نماز شروع کر دی ہو تو معلوم ہوتے ہی نماز توڑ دی جائے۔ اور وہ بھی وضوء کر کے دوبارہ ادا کی جائے اور انہی احادیث کی بناء پر کثیر اہلِ علم نے اعضائے وضوء کو دھونے میں موالات وولاء یا تسلسل کو واجب قرار دیا ہے۔ اور بعض محققین اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔

وجوب کے قائلین میں سے جمہور اہلِ علم ہیں۔ جن میں سے امام اوزاعی، مالک، احمد بن حنبل اور ایک قول میں امام شافعی رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔ جب کہ امام ابوحنیفہؒ اور ایک دوسرے قول کے مطابق امام شافعیؒ وجوبِ تسلسل کے قائل نہیں ہیں۔

قائلینِ وجوب کا استدلال اس طرح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب ایک آدمی کے پاؤں پر درہم کے برابر جگہ خشک دیکھی تو اُسے وضوء کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ صرف اِتنی جگہ کو جا کر گیلا کر کے آجاؤ۔ اس کے علاوہ بعض اور احادیث بھی ہیں جن سے وجوبِ تسلسل پر استدلال کیا جاتا ہے۔ جیسے ابنِ ماجہ، دار قطنی، بیہقی، ابو یعلیٰ اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے۔ جس میں ہے:

أَنَّهُ ﷺ تَوَضَّأَ عَلَى الْوَلَاءِ وَقَالَ: هٰذَا وُضُوْءٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ

(۱۴۴) ال/۱۰۱ و/۱۲۷ والمنتقی مع النیل ۱/۱، ۲۰۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصّلوٰۃَ اِلَّابِہٖ.(۱۴۵)

"آپ ﷺ نے وضوء کیا جس کے دوران تسلسل قائم رکھا اور آخر میں فرمایا کہ وضو یہ ہے اور ایسے وضوء کے سوا اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا"

اگر یہ روایت صحیح ہوتی تو وجوب تسلسل کی بڑی دلیل تھی۔ مگر ابنِ ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ سے اس روایت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے بیکار، منکر اور ضعیف کہا ہے۔ اور ایک دفعہ تو اسے لااصل قرار دیا۔

امام دارقطنی نے اسے غرائب مالک میں بیان کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ موالات یا تسلسل اگرچہ جمہور اہلِ علم کا مسلک ہے۔ لیکن اس کے وجوب پر دلالت کرنے والی واضح اور صریح نص کوئی نہیں۔ (۱۴۶)

والله الهادی الی سواء السبیل

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین

الخبر ۳۱۹۵۲

(۱۴۵)

(۱۴۶) الارواء ۱/۱۳۵۔ نیل الاوطار ۱/۲۰۶، ابن ماجہ حدیث (۴۱۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصادر ومراجع

۱۔ القرآن الکریم
۲۔ آداب الزفاف علامہ البانی المکتب الاسلامی
۳۔ إرواء الغلیل علامہ البانی المکتب الاسلامی
۴۔ اضواء البیان علامہ شنقیطی القاہرہ مصر
۵۔ الاعتصام للشاطبی تحقیق علامہ رشید رضا المکتبہ التجاریہ الکبری۔ مصر
۶۔ بخاری مع الفتح الباری امام بخاری دار الإفتاء۔ الریاض۔ سعودیہ
۷۔ بدائع الصنائع علامہ کاسانی دار الکتاب العربی
۸۔ بلوغ المرام مع سبل السلام ابن حجر دار إحیاء التراث العربی بیروت
۹۔ تحفۃ الأحوذی شرح ترمذی عبدالرحمن مبارکپوری وطبع مدنی
۱۰۔ تلخیص الحبیر حافظ ابن حجر عسقلانی جامعہ سلفیہ۔ فیصل آباد
۱۱۔ ترمذی مع تحفۃ الأحوذی امام ترمذی طبع مدنی
۱۲۔ تطہیر المجتمعات (عربی) علامہ احمد بن حجر آل بوطامی طبع قطر
۱۳۔ معاشرہ کی مہلک بیماریاں مولانا نصر احمد ملی الدار السلفیہ بمبئی
۱۴۔ تمام المنۃ علامہ محمد ناصر الدین البانی دار الرایہ۔ ریاض۔ سعودیہ
۱۵۔ تہذیب السنن علی ہامش عون المعبود علامہ ابن القیم طبع بیروت
۱۶۔ جدید فقہی مسائل مولانا خالد سیف اللہ رحمانی طبع حیدرآباد۔ انڈیا
۱۷۔ حجاب المرأۃ المسلمۃ علامہ البانی طبع المکتب الإسلامی بیروت
۱۸۔ الحلال والحرام في الإسلام یوسف القرضاوی المکتب الإسلامی بیروت
۱۹۔ اسلام میں حلال وحرام مولانا شمس پیرزادہ الدار السلفیہ بمبئی
۲۰۔ زاد المعاد علاہ ابن قیم طبع قطر
۲۱۔ الزواجر من اقتراف الکبائر علامہ ہیثمی دار المعرفہ بیروت
۲۲۔ سبل السلام شرح بلوغ المرام علامہ صنعانی طبع بیروت
۲۳۔ السراج الوہاج شرح مسلم علامہ نواب صدیق حسن خان طبع قطر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۴۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ علّامہ البانی المکتب الإسلامی۔ بیروت

۲۵۔ سنن ابن ماجہ تحقیق محمدفؤاد عبدالباقی دار إحیاء التراث العربی

۲۶۔ سنن ابی داؤد تحقیق محیی الدین عبدالحمید مکتبہ الریاض الحدیثۃ

۲۷۔ سنن ابی داؤد مع العون امام ابو داؤد طبع مدنی

۲۹۔ الشرح الصغیر طبع علی نفقۃ الشیخ زید بن سلطان حاکم الإمارات

۳۰۔ صحیح بخاری شریف امام بخاری دار الإفتاء الریاض

۳۱۔ صحیح مسلم مع شرح النووی امام مسلم طبع بیروت

۳۲۔ صحیح مسلم مترجم اردو ترجمہ علّامہ وحیدالزمان لاھور

۳۳۔ صحیح ابی داؤد علّامہ البانی مکتب التربیۃ والتعلیم الریاض

۳۴۔ صحیح الترمذی علّامہ البانی مکتب التربیۃ والتعلیم الریاض

۳۵۔ صحیح النسائی علّامہ البانی مکتب التربیۃ والتعلیم الریاض

۳۶۔ صحیح الجامع الصغیر علّامہ البانی المکتب الإسلامی بیروت

۳۷۔ صفۃ صلوٰۃ النبی ﷺ علّامہ البانی المکتب الإسلامی بیروت

۳۸۔ ضعیف الجامع الصغیر علّامہ البانی المکتب الإسلامی بیروت

۳۹۔ عون المعبود شرح ابو داؤد علّامہ شمس الحق عظیم آبادی طبع مدنی

۴۰۔ غایۃ المرام فی تخریج احادیث الحلال والحرام علّامہ البانی بیروت

۴۱۔ فتاویٰ عالمگیری مجموعہء علماء ادارۃ نشریات اسلام۔ لاھور

۴۲۔ فتاویٰ علمائے حدیث مولانا علی محمد سعیدی مکتبہ سعیدیہ خانیوال

۴۳۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر طبع دار الإفتاء۔ سعودي عرب

۴۴۔ الفتح الربانی (مسند احمد) احمد عبدالرحمن البنّاء طبع دار الشھاب۔ القاھرہ

۴۵۔ فتح القدیر شرح ھدایۃ علّامہ ابن الھمام طبع بیروت

۴۶۔ الفروع شرح المھذب امام نووی طبع قاھرہ مصر

۴۷۔ الفقہ الإسلامی وادلتہ ڈاکٹر وھبۃ زحیلی طبع بیروت

۴۸۔ فقہ السنۃ سید سابق طبع بیروت

۴۹۔ اللباب شرح قدوری عبدالغنی المیدانی طبع المکتب العربی بیروت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۰۔ المحلی بتحقیق احمد شاکر لابن حزم طبع قاہرہ

۵۱۔ مختصر سنن ابی داؤد للمنذری طبع بیروت، دار المعرفہ

۵۲۔ مختصر صحیح مسلم امام منذری، تحقیق علّامہ البانی طبع بیروت

۵۳۔ مراسیل ابی داؤد تحقیق مولانا محمد عبدہ طبع معہد الشریعہ کوٹ اڈو

۵۴۔ المرعاۃ شرح مشکوٰۃ علّامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری طبع سانگلہ ہل۔

۵۵۔ مستدرک حاکم امام حاکمؒ طبع بیروت

۵۶۔ مشکوٰۃ المصابیح بتحقیق علّامہ البانی طبع بیروت

۵۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ امام ابن ابی شیبہ الدار السلفیۃ۔ بمبئی

۵۸۔ معالم السنن شرح ابو داؤد امام خطابی طبع دار المعرفہ، بیروت

۵۹۔ المغنی امام ابن قدامہ بتحقیق محمد خلیل ہراس طبع مصر

۶۰۔ منتقی الأخبار مع نیل الأوطار المجد ابن تیمیہ طبع بیروت

۶۱۔ موارد الظمآن لزوائد ابن حبان للہیثمی طبع بیروت

۶۲۔ موطا امام مالک مع تنویر الحوالک للسیوطی دار الکتب العلمیہ

۶۳۔ نصب الرایۃ تخریج احادیث الہدایہ علّامہ زیلعی طبع المجلس العلمی

۶۴۔ نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار امام شوکانی طبع مصر وبیروت

۶۵۔ ہدایۃ مع فتح القدیر علّامہ مرغینانی طبع مجتبائی

جرائد و مجلّات

۱۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۹۸۹ء

۲۔ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۱۹۸۹ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ الخبر (سعودی عرب)

کی چند علمی و تحقیقی مطبوعہ کتب

- آئینہ نبوت
- جمعۃ المبارک فضائل وآداب مسائل واحکام
- درود شریف
- رمضان المبارک
- ظہور امام مہدی
- زیارت مدینہ منورہ
- مسنون ذکر الٰہی
- قربانی وعیدین
- جشن میلاد
- قبولیت عمل کی شرائط
- نماز پنجگانہ کی رکعتیں مع نماز وتر وتہجد
- نماز و روزہ کی نیت
- سوئے حرم
- فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ضرورت جہاد
- احکام طہارت ونماز
- فقہ الصلوٰۃ (۲ جلد)
- اسیران جہاد اور مسئلہ غلامی
- رکوع سے سجدے میں جانے کی کیفیت
- جہاد اسلامی کی حقیقت
- انسانی جان کی قدر وقیمت اور فلسفہ جہاد
- پچاس پھول
- سود ورشوت
- دخول جنت کے تیس اسباب
- مسائل رمضان وروزہ
- مذمت زنا کاری فحاشی
- احکام غسل ووضو — مصنوعی اعضاء اور خارجی اشیاء کی صورت میں
- آمین (معنی ومفہوم۔ مقتدی کیلئے حکم)
- مسائل حج وعمرہ
- طریق الامان عن عمل الشیطان
- رکوع میں ملنے والے کی رکعت
- (مذمت لواطت واغلام بازی)
- وجوب نقاب وحجاب
- انسداد زنا کاری کیلئے اسلام کی حفاظتی تدابیر
- نماز کے مبطلات ومفسدات اور مکروہات ومباحات

رابطہ: غلام مصطفیٰ فاروق مدیر

مکتبہ کتاب وسنت، ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ، سیالکوٹ (پاکستان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ سپاس و تشکر

اس کتاب کی طباعت واشاعت کے سلسلہ میں ہمارے ساتھ

جماعة مسجد الامام أبو حنيفہؒ

[قاعدة الملک عبد العزيز الجوية] الظهـــران

(ظہران ایئر بیس، سعودی عرب)

نے تعاون کیا ہے

فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَة

لہٰذا ہم اسے تجارتی وکاروباری نقطہ نظر سے نہیں بلکہ محض دعوتی وتبلیغی انداز سے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

ابو عدنان محمد منیر قمر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حضرت مولانا محمد منیر قمر (ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب) کی

چند علمی و تحقیقی تالیفات

مکتبہ کتاب و سنت

ریحان چیمہ تحصیل ڈسکہ، سیالکوٹ، پاکستان